ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۷/ اپریل ۱۹۹۸ء شمارہ ۱۶

۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۱۷/ شہادت ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

حقیقی راحت اور تسلّی انہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو خدا سے الگ نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت دل ہی دل میں دعائیں کرتے رہتے ہیں

"مسلمانوں کو توحید کا فخر ہے۔ توحید سے مراد صرف زبانی توحید کا اقرار نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ عملی رنگ میں حقیقتاً اپنے کاروبار میں اس امر کا ثبوت دے دو کہ واقعی تم مؤحد ہو اور توحید ہی تمہارا شیوہ ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس واسطے مسلمان خوشی کے وقت الحمد للہ اور غمی اور ماتم کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون (البقرہ: ۱۵۷) کہہ کر ثابت کرتا ہے کہ واقع میں اس کا ہر کام میں مرجع صرف خدا ہی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے الگ ہو کر زندگی کا کوئی حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ ان کی زندگی بہت ہی تلخ ہے کیونکہ حقیقی تسلی اور اطمینان بجز خدا میں محو ہونے اور خدا کو ہی ہر کام کا مرجع ہونے کے حاصل ہو سکتا ہی نہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی تو بہائم کی زندگی ہوتی ہے اور وہ تسلی یافتہ نہیں ہو سکتے۔ حقیقی راحت اور تسلی انہیں لوگوں کو دی جاتی ہے جو خدا سے الگ نہیں ہوتے اور خدا تعالیٰ سے ہر وقت دل ہی دل میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

مذہب کی صداقت اس میں ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کسی حالت میں بھی الگ نہ ہو۔ وہ مذہب ہی کیا ہے اور زندگی ہی کیسی ہے کہ تمام عمر گزر جائے مگر خدا تعالیٰ کا نام درمیان کبھی بھی نہ آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ سارے نقائص صرف بے قیدی اور آزادی کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ بے قیدی ہی ہے کہ جس کی وجہ سے مخلوق کا بہت بڑا حصہ اس طرز زندگی کو پسند کرتا ہے......

......اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے۔ غض بصر کا، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حلال و حرام کا امتیاز، خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی عادات رسم و رواج کو ترک کرنا وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہو سکتا۔ عیسائی باش و ہرچہ خواہی کن۔ اور ان کا مذہب بھی ایک بے قید مذہب ہے اور مسلمانوں میں بھی آج کل ان لوگوں کی دیکھا دیکھی ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا ہے کہ وہ اسلام میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ اصل میں یہ سب امور اسی بے قیدی اور آزادی کے خواہشمندوں کو سوجھتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ بے قیدی اور پاکیزگی تو نور و ظلمت کی طرح آپس میں دشمن ہیں............

لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک قوم مسلمان ہوئی اور انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف کر دی جاوے۔ مگر آپ نے ان کو یہی فرمایا کہ دیکھو جس مذہب میں خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں وہ مذہب ہی کچھ نہیں۔

جب دنیا کی حالت کے اس آزاد اور بے قید حصہ پر نظر ڈالی جاتی ہے تو دل پر ایک قسم کا زلزلہ اور لرزہ وارد ہوتا ہے اور خیال آتا ہے کہ حقیقت میں اصلاح کی راہ میں سے اسی پتھر کا اٹھنا مشکل ہے۔ بجز اس کے کہ دنیا پر ایک عظیم الشان انقلاب آجاوے جو دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہیبت اور سطوت اور جبروت و جلال کا یقین پیدا کر دے"۔ (ملفوظات جلد پنجم، طبع جدید صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴)

دل میں انکسار، صفائی اور اخلاص پیدا کرو

ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے سچائی کے نور سے اپنے نفس کو دیکھے۔ جب دیکھے گا تو ایک روشنی پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ وہاں وہ نور اتارے گا جس کی روشنی سے بدیاں دور ہونی شروع ہوجائیں گی

(خلاصہ خطبہ جمعہ - ۳/ اپریل ۱۹۹۸ء)

لندن (۳/ اپریل): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النور کی آیات ۹ اور ۱۰ کی تلاوت کی اور ان کے ترجمہ کے بعد فرمایا کہ انسان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو اس وقت صرف خدا ہی کو پکارتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ مصیبت دور فرما دیتا ہے تو پھر اس کے ساتھ شریک بنا لیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بے حیائی کی سب سے خطرناک قسم ہے کہ اپنی ضرورت پوری کی اور پھر اس کے خلاف ہو گئے اور باقیوں کو بھی خلاف کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ کچھ دیر کے لئے دنیا کے تھوڑے سے فائدے کے مزے اڑا لو پھر تمہیں اس بات سے کوئی بھی مفر نہیں ہے کہ لازماً تم جہنم میں پڑنے والے ہو۔ سورۃ ص میں بھی اسی مضمون کو ایک اور رنگ میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ مومن اور نیک اعمال بجالانے والوں سے وہ سلوک کرے جو زمین میں

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۸/ مارچ ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کی بچوں کے ساتھ ملاقات کا پروگرام تھا۔ تلاوت اور نظم کے بعد لڑکوں نے لڑکوں سے سوال و جواب کئے اور بعد میں لڑکیوں نے لڑکیوں سے سوال پوچھے جن کے جواب انہوں نے دئے۔ ایک بچی نے حضور انور کی نظم "وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو" بہت خوبصورت آواز میں سنائی۔ حضور نے فرمایا اس سے قبل یہ نظم میں نے اتنی اچھی آواز میں نہیں سنی۔ بچی کو خوب دعائیں دیں۔ ایک اور بچی نے بھی ایک نظم سنائی۔ اس کے بعد ۸ تا ۱۱ سال کے بچوں نے حج کے بارے میں مختلف سوالات کئے جن کے جوابات بچوں کے لئے ازدیاد علم کا باعث ہوئے۔

اتوار، ۲۹/ مارچ ۱۹۹۸ء:

آج انگریزی بولنے والے مہمانوں کو حضور انور نے شرف ملاقات بخشا اور ان کے سوالوں کے جواب عطا فرمائے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے مختصر کارروائی درج ذیل ہے:

☆......نیوز میڈیا کی وہ خبریں جو وہ مسلمانوں کے متعلق دیتے رہتے ہیں مسلمان ان کے منفی اثرات کو دور کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ Fundamentalists کو خود کچھ کرنا چاہئے۔ عوام بالکل جاہل ہیں اور صرف ملا کی پیروی کرنا جانتے ہیں۔ اور ملا نے بھی مغرب سے نفرت کرنا اور سکھانا سیکھا ہے لیکن ان کا یہ مسلک اسلام کی محبت کے لئے نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ آنحضرت ﷺ کے مسلک کی طرح کے اخلاق اپناتے۔ قرآن اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق اور ان لوگوں کے اخلاق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ اسلام کی محبت کی خاطر ایسا نہیں ہوتا۔ دنیا کی سیاست اور مذہب میں بہت دھوکہ ہے۔ آئرلینڈ کے ملک کو دیکھ لیں اور ماضی کی عیسائی صدیوں پر نظر ڈالیں۔

☆......معافی کی عالمی تعلیم اور غلامی میں کیا نسبت ہے کیونکہ صدر کلنٹن نے گھانا کے دورے کے دوران کہا کہ غلامی سے دل منجمد ہو جاتے ہیں لیکن یوگنڈا میں صدر صاحب نے کہا کہ غلامی سے ہم اب بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ گناہ کی موجودگی میں گنہگار کی معافی دوسروں کے لئے ہلاکت کا موجب ہے۔ مغرب میں بھی مجرم کو معاف کرنے کا میلان ہے۔ بچوں کو پہلے جرم کی چھٹی دے دی جاتی ہے اور جب گناہ ان کے خون میں رچ بس جاتا ہے تو پھر سزا کا خیال آتا ہے۔

☆...... میں عیسائی پیدا ہوا اور عیسائیت میرے دل و دماغ پر حکومت کرتی رہی۔ کچھ عرصے سے میں بدھ ہو گیا۔ اب آدھی زندگی میں مسلمان ہو جانے کے بارے میں حضور انور کی کیا رائے ہے؟ حضور نے فرمایا اگر آپ بدھ ہیں تو پھر آخرت پر ایمان نہیں۔ میں بدھ مت کا اچھی طرح مطالعہ کر چکا ہوں۔ مختلف زمانوں میں لوگ بدھ کو مختلف طور پر مانتے رہے۔ بدھ اشوک کے گورو تھے۔ حضور نے فرمایا آپ کے سوال نے مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ میری وہ کتاب جو ۸ سال سے لکھی جا رہی تھی اور جس کے Develope کرنے میں بہت سی لڑکیوں اور لڑکوں نے میری مدد کی ہے اور یہ تقریباً ۹۰۰ صفحات کی کتاب ہے۔ اور اس میں میری تمام زندگی کے حصول علم کا نچوڑ ہے۔ اس میں بدھ کے باب کا آپ ضرور مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ ایک دو ماہ میں شائع ہو جائے گی۔

☆......خدا ہر ایک کے باطن میں ہے اور باہر بھی ہے۔ مسلمانوں کے سلسلے میں یہ کتنا درست ہے؟ حضور نے مفصل جواب ارشاد فرمایا۔

☆......جنت کے بارے میں بھی ایک سوال کیا گیا۔

سوموار، ۳۰/ مارچ ۱۹۹۸ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۱۳ جو ۱۰/ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور ٹرانسمٹ ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔

منگل، ۳۱/ مارچ ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۸ ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس کا آغاز سورۃ الزمر کی آیت ۷ سے ہوا۔ نفس واحدۃ کی بیان کردہ تفسیر قارئین کرام پہلے ہی ان کالمز

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ایک عظیم خوشخبری

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عیدالاضحیہ کے موقعہ پر اپنے خطبہ میں احباب جماعت کو یہ عظیم خوشخبری دی ہے کہ وہ کتاب جس کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات، خطابات اور مجالس سوال وجواب میں بارہا ذکر فرمایا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ اب ہر لحاظ سے مکمل ہو گئی ہے اور آئندہ چند ہفتوں میں طبع ہو کر سب کے لئے دستیاب ہو گی، انشاء اللہ۔

انگریزی زبان میں شائع ہونے والی اس کتاب کا نام ہے

Revelation, Rationality, Knowledge & Truth

خوبصورت ، رنگین کور کے ساتھ آٹھ صد سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب میں کئی ایک Illustrations اور تفصیلی انڈیکس شامل ہیں۔ یہ کتاب نہایت اہم مباحث پر مشتمل ہے مثلاً کیا وحی والہام اور عقل ایک دوسرے سے متصادم و متضاد چیزیں ہیں؟ الہام کا انسانی زندگی میں کیا عمل دخل ہے؟ کیا انسانی مسائل کے حل کے لئے صرف عقل ہی کافی نہیں؟ وحی والہام کی ضرورت کیا ہے؟ مختلف مذاہب میں الہام کا تصور کیا ہے؟ تاریخ، فلسفہ، علم ہیئت، زندگی کا مستقبل، ارتقاء، بعث بعد الموت اور دیگر بہت سے ایسے اہم موضوعات پر اس کتاب میں ٹھوس بحث کی گئی ہے۔ اکثر سوالات جو آج کے انسان کے ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں مثلاً زندگی کا آغاز کیسے ہوا، اس کائنات کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ اس کا انجام کیا ہو گا؟ کیا دیگر سیاروں پر کوئی مخلوق موجود ہے؟ وغیرہ امور سے متعلق قرآن مجید کی قطعی تعلیمات اور سائنسی شواہد پر مبنی ایسے مضامین بیان کئے گئے ہیں جو انسانی قلوب واذہان کو مطمئن کرنے والے اور واحد ویگانہ خالق کائنات، علیم و حکیم اور قادر و مقتدر ہستی کے وجود کی حقانیت کو ثابت کرنے والے ہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ آپ کی عمر بھر کی علمی جستجو کا ماحصل اور نچوڑ ہے۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کی مہم میں یہ کتاب خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی کردار ادا کرنے والی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت سے متعلق حضور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد ہی کافی ہے کہ یہ کتاب اللہ کی تائید سے لکھی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید مسلسل شامل حال رہی ہے۔ یہ کتاب آئندہ صدی کے لئے ہی نہیں بلکہ آئندہ آنے والی صدیوں کے لئے بھی دہریت کا سر توڑنے کے کام آئے گی۔ اس کا ہر باب قرآن کی سچائی کا زبردست ثبوت ہے اور دہریت کے سر پر ایک کاری ضرب لگاتا ہے۔

پس نہایت ضروری ہے کہ اس نہایت بلند پایہ علمی و تحقیقی تصنیف کی کثرت کے ساتھ اشاعت اور اس سے بھرپور استفادہ کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے۔ مغربی دنیا کے فلاسفروں، مفکروں، سائنس دانوں، مختلف یونیورسٹیز کے پروفیسرز، ریسرچ سکالرز اور مختلف علوم کے ماہرین اور دانشوروں تک اس کتاب کو منظم طور پر پہنچانا بہت اہمیت رکھتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں تمام ادیان پر اسلام کی فضیلت اور قرآنی تعلیمات کی برتری کو ثابت کرنے کی غرض سے یہ اہم تصنیف آپ کو ایسے علمی وروحانی اسلحہ سے لیس کر دے گی جس کی مدد سے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ دعوت الی اللہ کے ہر میدان میں کامیاب ہوں گے۔ اس وقت یہ کتاب پریس میں ہے اور چند ہفتوں میں طبع ہو کر منظر عام پر آجائے گی۔ ہمیں امید ہے کہ احباب اس عظیم الشان تصنیف کے استقبال کیلئے ضروری تیاری کریں گے تا کہ جونہی یہ کتاب آپ تک پہنچے اس سے نہ صرف خود استفادہ کریں بلکہ باقاعدہ پروگرام کے تحت کثرت کے ساتھ مسلم وغیر مسلم سکالرز، پروفیسرز اور دانشوروں تک بھی یہ کتاب پہنچائی جائے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر لحاظ سے بے حد بابرکت فرمائے اور اس کے نتیجہ میں اسلام کے حق میں عظیم الشان عالمی انقلاب پیدا فرمائے اور لوگ کثرت کے ساتھ اسلام کی سچائی اور قرآن مجید کی حقانیت کے قائل ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوں اور وہ دن جلد تر آئے جب ساری دنیا توحید کے نور سے روشن ہو جائے اور کفر والحاد کے تمام اندھیرے ہمیشہ کے لئے زائل ہو جائیں۔

سنو!	اب	وقت	توحیدِ	اُتم	ہے
ستم	اب	مائلِ	ملکِ	عدم	ہے
خدا	نے	روک	ظلمت	کی	اٹھادی
فَسُبحَانَ		الَّذِی	اَخزَی		الاَعَادِی

ظاہری قربانیاں نفس کی قربانی کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں

اسلام ذبح ہونے کے لئے خدا کے آگے اپنی گردن رکھ دینے کا نام ہے

(اسلام آباد، ٹلفورڈ (برطانیہ) میں عیدالاضحیہ کے عظیم اجتماع سے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب)

۸ر اپریل ۱۹۹۸ء بروز بدھ صبح ساڑھے دس بجے اسلام آباد ٹلفورڈ (برطانیہ) میں لندن اور گردونواح کی جماعتوں کے کثیر تعداد میں احباب وخواتین اور بچوں نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز عیدالاضحیہ ادا کی۔ اس موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ نے جو خطبہ عید ارشاد فرمایا وہ ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر ہوا جس کے مختلف زبانوں میں رواں تراجم بھی ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ عید میں تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الحج کی آیات ۳۷ اور ۳۸ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش فرمایا اور فرمایا کہ ان آیات میں قربانیوں کے تعلق میں خصوصیت سے اہم امور بیان ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان قربانیوں میں ایک اہم پیغام ہے اور وہ یہ کہ قربانی دینے والے کا تقویٰ ہے جو خدا کو پہنچتا ہے مگر اکثر قربانی کرنے والے قربانی کی حد تک ہی اپنی توجہ کو منعکس رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل نے جو خدا کے حضور قربانی کے لئے اپنی گردنیں پیش کر دیں یہ اس قربانی کی یاد ہے۔ اگر اس قربانی کی روح اس میں شامل نہ ہو تو اس قربانی کا کوئی بھی فائدہ نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے سنن ابی داؤد کتاب الضحایا کی ایک روایت پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ایک عیدالاضحیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ خطبہ کے بعد منبر سے اترے تو ایک مینڈھا لایا گیا۔ حضور اکرمؐ نے اپنے ہاتھ سے بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ آنحضرتؐ کی عظیم سنت ہے جسے زندہ رکھنا چاہئے۔ جنہوں نے غربت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے قربانی نہیں کی ان کی طرف سے قربانی کرے کہ اس زمانہ میں آپ گویا رسول اللہ ﷺ کی نمائندگی کرتے ہوئے فریضہ ادا کریں گے۔

ایک اور روایت میں ذکر ہے کہ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھے قربان کر رہے ہیں۔ پوچھنے پر آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نصیحت فرمائی تھی کہ آپؐ کی طرف سے بھی قربانی دیا کروں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بھی نہایت پیاری سنت ہے جسے زندہ کر کے ہم کچھ نہ کچھ اللہ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دراصل پہلی حدیث کا جواب یہی ہے کہ رسول اللہؐ نے جب سب امت کی طرف سے قربانی دی تو امت رسول اللہؐ کی طرف سے قربانی کرے کچھ نہ کچھ اس رضا میں شامل ہو جائے جو رسول اللہ پر خدا کی طرف سے اتری تھی۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات پیش کرتے ہوئے عیدالاضحیہ اور قربانی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر فرمایا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان ارشادات میں عید رمضان اور عیدالاضحیہ کے درمیان فرق کو بھی واضح فرمایا ہے اور قربانی کی حکمت اور فلسفہ پر بہت ہی پرحکمت روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ ظاہری قربانیاں نفس کی قربانی کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں۔ اسلام نام ہے ذبح ہونے کے لئے گردن خدا کے آگے رکھ دینا اور یہ کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت ، کامل معرفت کو چاہتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ خود اس محبت کی راہیں دکھاتا ہے اور پھر ان راہوں کو آسان کر دیتا ہے۔ اس لئے اپنے دل کی تمنا کے مرکز کو پاک کرو اور اس میں سچائی ہو اور خالصۃً اللہ کے لئے ہو۔ پھر دیکھنا کہ خدا خود اس میں نزول فرمائے گا اور جب وہ نزول فرمائے گا تو تمام سلوک کی راہیں آسان ہوتی چلی جائیں گی۔

حضور ایدہ اللہ نے عید کے موقعہ پر غریب اور کمزوروں کو بھی اپنی قربانی میں یاد رکھنے کی تلقین فرمائی۔ خطبہ مسنونہ اور دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ دعا کے دوران ایک بات اللہ تعالیٰ نے یاد دلائی ہے جس کا ذکر عید کے خطبہ میں ہی کرنا تھا مگر اسے بھی آپ خطبہ کا حصہ ہی سمجھیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بڑی خوشخبری ہے کہ وہ کتاب جس کا میں بارہا ذکر کر چکا ہوں، جسے لکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے گوشے دکھائے گئے ہیں جو کتاب کے شروع کے وقت میرے ذہن میں نہیں تھے اور اس کی تکمیل آج عید کے دن ہر پہلو سے ہو چکی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کتاب آئندہ صدی کے لئے ہی نہیں بلکہ آئندہ آنے والی صدیوں کے لئے دہریت کے سر توڑنے کے لئے کام آئے گی۔ اس کی ہر بات قرآن کی سچائی کا زبردست ثبوت ہے اور دہریت کے سر پر ایک کاری ضرب لگاتی ہے۔ حضور نے بتایا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی تائید سے لکھی گئی ہے اور اللہ کی تائید مسلسل شامل حال رہی ہے۔ بعد ازاں حضور ایدہ اللہ مستورات کی مارکی میں ان کو عید مبارک کہنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور نے وہاں خواتین کو نصیحت فرمائی کہ ذکر الٰہی و تکبیرات کا ورد کریں اور اپنے بچوں کو بھی یہ ذکر سکھائیں۔

آج محکمہ موسمیات کی اطلاع کے مطابق شدید بارش متوقع تھی لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اسلام آباد میں عید کے وقت اور اس کے بعد بھی موسم نہایت خوشگوار رہا اور عید کے بعد افراد جماعت اپنے اپنے خاندان کے ساتھ کھانے اور باربی کیو وغیرہ میں مصروف رہے۔ ڈیڑھ بجے حضور ایدہ اللہ نے نماز ظہر وعصر پڑھائیں۔ شام چار بجے تک اسلام آباد کے سبزہ زار میں خوب رونق رہی اور پھر احباب اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ اس کے کچھ دیر بعد موسم ابر آلود ہوا اور بارش شروع ہو گئی جو رات دیر تک جاری رہی۔

نخبة المتكلمين، زبدة المؤلفين، حديد الفؤاد ، فصيح اللسان

حضرت مولوی حکیم نورالدین (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کی تصنیف لطیف

تصدیق براہین احمدیہ۔ پر ایک نظر

(سید مبشر احمد ایاز۔ مدیر ماہنامہ خالد، ربوہ)

قسط نمبر ۲

مذہبی مناظروں میں قرآنی تعلیم

پھر آپ نے مصنف تکذیب اور اس کے دوسرے بھائی بندوں کی سخت کلامی اور بد تہذیبی کا تذکرہ فرماتے ہوئے اس خوبصورت انداز میں ان کو ملزم کیا ہے کہ جس سے ان کی مقتدا اور اہنما کتاب وید کے بالمقابل قرآنی تعلیم کی برتری بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔ چنانچہ مصنف تکذیب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"کیا آپ نے اور آپ کے عالی جناب اندر من (اندر من مراد آبادی مراد ہیں جو کہ ایک دوسرا مشہور ہندو عالم اور مخالف اسلام تھا اور بے شمار کتب اس نے اسلام کے خلاف لکھیں جس میں انتہائی بد تہذیبی کا مظاہر کیا۔ مضمون نگار) نے تہذیب سے کام نہ لینے میں کچھ کمی فرمائی ہے؟ بالفرض اگر مرزا صاحب نے آپ کے نزدیک تہذیب کے خلاف سخت کلامی سے کام لیا تھا تو کیا آپ مرزا صاحب کے پیرو تھے؟ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ ایک کامل کتاب کے متبع ہیں برائی کا پیرو کیا آریہ اور سرشث (نیک) ہو سکتا ہے؟ کیا آپ کی کامل کتاب یہ چال سکھاتی ہے جو آپ نے تکذیب میں برتی ہے؟ قرآنی طرز مباحثات میں جو خوبی ہے گزارش کرتا ہوں۔ قرآن کریم منادی، مناظرات اور جدال کے وقت حکم دیتا ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِيلِ رَبِّكَ بِالحِكْمَةِ...... الخ اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھے وعظ سے (لوگوں کو) بلا اور ان سے پسندیدہ طرز سے مباحثہ کر، تیرا رب انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہک گئے اور راہ پانے والوں کو بھی جانتا ہے۔ ہر ایک سلیم الفطرت دنیا کے معاملات کا واقف خوب جانتا ہے کہ بعض لوگ صبر سے کام نہیں لے سکتے اور یہ بھی کہ بعض اوقات چشم پوشی، صبر، در گزر نقصان عظیم کا موجب ہوتی ہے۔ فطری قویٰ میں انتقامی طاقت بھی سلیم الفطری انسان کے ساتھ لازم ہے پھر اگر کوئی قوت انتقام کو ہی کام میں لاوے اور مقابلہ ہی چاہے تو اسے بھی قرآن کی طرح نیک روی کی تعلیم کرتا ہے اور کس طرح صبر اور نرمی کی ترغیب دیتا ہے۔ (ترجمہ آیت قرآنی۔ اور اگر تم سزا دو تو اتنی جتنی تمہیں دی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو صابروں کے حق میں تو وہ بہت ہی بھلا ہے)۔ قرآن کی تعلیم سبحان اللہ کس حکیمانہ طرز کی ہے اور کیوں نہ ہو؟ عزیز حکیم کی تعلیم ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۷، ۲۸)

یوں حضور نے مصنف تکذیب لیکھرام کی بد عنوانیوں کا ایسا پر حکمت اور انصاف پر مبنی جواب ان چند سطروں میں دے دیا کہ وہ بد تہذیبی اور شوخی کی تحریرات پر مبنی سینکڑوں صفحات پر اگر پہلے فخر کرتا تھا تو اب شرمندہ اور نادم ہوا ہوگا۔ بلکہ ہر وہ شخص جو رتی بھر انصاف کی رمق رکھتا ہے وہ صاحب تکذیب کی ایسی تحریرات کو نفرین کی نگاہ سے دیکھے گا اور ان تحریرات کو باعث ندامت اور ذلت سمجھنے لگے گا۔ اور قرآن کے اسلوب مباحثہ کو افضل و برتر سمجھنے میں کوئی تردد نہیں کرے گا۔

معجزات سے انکار اور اس کا جواب

اسلام کے متعلق ایک بہت ہی عام اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام نے یا آنحضرت ﷺ نے کوئی معجزہ نہیں دکھلایا۔ حالانکہ جتنا یہ گھسا پٹا اعتراض ہے اتنا ہی جہالت اور کم علمی پر مبنی اعتراض ہے۔ البتہ مصنف تکذیب اس جہالت کے ساتھ ساتھ اپنی شوخی اور زبان درازی کا ذخیرہ بھی وافر مقدار میں رکھے ہوئے ہے۔ جس کا اظہار اس کی کتاب تکذیب سے جگہ جگہ ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں ہے ہی وہی۔ اب اس جگہ اس کا اعتراض جو اس کی کتاب کے حوالے سے بہت ہی ہلکا اور "شائستہ" ہے یہاں درج کرتا ہوں ورنہ تو اس کی تحریر کو من و عن نقل کرنا ہی بہت مشکل ہے۔

معترض لکھتا ہے:

"محمدی اور عیسوی معجزات اب قدر کے
لائق نہیں شعبدہ بازی روتی ہے"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول جس شائستگی اور وسعت اور کمال علم و معرفت کے ساتھ اس کا جواب دیتے ہیں تو عقل اس معترض پر روتی ہے کہ کیسے کیسے حجاب ان محروموں کو اندھا اور بہرہ کئے ہوئے تھے۔ حضور اس کا کیا پر معارف جواب دیتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

"اول تو آپ نے خود تکذیب کے صفحہ ۱۶۳ میں کئی آیت لکھ دئے ہیں جن سے آپ نے اپنے خیال میں ثابت کر لیا ہے کہ قرآن شریف میں محمد صاحب ﷺ نے معجزات سے انکار فرمایا۔ اپنی کتاب "خبط" (اس کی ایک اور کتاب "خبط احمدیہ"۔ناقل) نام میں اور ایسے دلائل دئے ہیں جن سے بزعم خود ثابت کر لیا ہے کہ محمد صاحب (ﷺ) نے معجزات سے انکار فرمایا۔ پس میں کہتا ہوں کہ اگر محمد ﷺ نے معجزات سے انکار فرمایا تو آپ کا اعتراض کس قدر اور خوبی کا رہا اور بطریق اولیٰ آپ ہی کے قوم کے موافق اسلام ہر قسم کے شعبدوں سے بری ٹھہرا۔

دوم یہ عربی لفظ معجزہ قرآن کریم میں محمد ﷺ کی نسبت نہیں آیا۔ اگر معجزے کے معنی شعبدہ بازی اور بھان متی کا تماشا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شعبدہ بازی کا دعویٰ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا۔ آپ عربی دانی کے بڑے مدعی ہیں۔ قرآن کریم میں کہیں دکھلایئے کہ حضرت نے شعبدہ بازی کا دعویٰ کیا ہو۔ بلکہ صحیح احادیث کی اعلیٰ طبقہ کی کتابوں بخاری، مسلم اور ترمذی میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے۔ ہاں ایک صورت آپ کی صحیح کلام کی بن سکتی ہے جب ہادی اسلام نے شعبدہ بازی کا دعویٰ نہ کیا اور اس کو کام میں نہ لائے تو بے شک شعبدہ بازی روتی ہوگی کیونکہ قدر کے لائق نہیں رہی۔ اگر قدر کے لائق ہوتی تو اسے اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ، برگزیدوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کا پیارا خاتم الانبیاء ﷺ ترک نہ فرماتا۔ جب انہوں نے شعبدہ بازی کو ترک فرمایا اور آپ کے کروڑوں فرمانبرداروں نے آپ کی باعث نجات پیروی کو اختیار کر کے شعبدہ بازی کو چھوڑ دیا اور لغو جانا تو بے ریب شعبدہ بازی روئے گی اور روتی ہے مگر اکثر اہل ہند اور آریہ ورت کا شکریہ کرے جس کی طفیل اس کو ہند میں اب تک جگہ مل رہی ہے۔ اگر انکار ہو تو آپ کا اور بعض عالی جنابوں کا امر تسر سے تعلق ہے وہاں بت پرست آپ کے بھائی بند اس کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں دیکھ لیجئے۔

سوم معجزہ کے معنی عربی میں دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہیں۔ آپ لغت عربی میں تحقیق کر لیں اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہند سے کام لیں اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیوں اور عیسائیوں کے افعال معجزہ سے ہرگز انکار نہ ہوگا.............۔

چہارم اب اثبات معجزہ کیجئے اور جب معجزہ ثابت ہو گیا تو بھی آپ کا اعتراض اٹھ گیا۔ یہاں میں نے معجزہ کے معنی خرق عادت بھی مان لئے ہیں۔ مگر بغور پڑھئے آپ کو تواریخ عرب سے عیاں ہوگا کہ حضور (فداہ ابی و امی) ﷺ یتیم رہ گئے تھے۔ جس ملک میں آپ نے وعظ شروع کی وہاں کی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور وہاں جس قدر لوگ آباد تھے قریباً کل اس میں گرفتار تھے۔ اور اس پر بھی جیسا بت پرستی کا لازمہ ہے سخت کندے تراش اور ضدی جاہل تھے۔ عرب کے حدود اطراف کا حال دنیا جانتی ہے.......... حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے ایسے وقت میں توحید الوہیت کی طرف بلایا۔ جب چاروں طرف اندھیر مچا ہوا تھا اور کہا: واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئاً. اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ ان الله لا يغفر ان يشرك به و يغفر ما دون ذلك لمن يشاء۔ اللہ اس کو کہ اس سے شرک کیا جاوے۔ معاف نہ کرے گا اور اس کے سوا جسے چاہے گا معاف کردے گا۔ و من يشرك بالله فقد ضل ضلالاً بعيدا۔ اور جس نے اللہ سے شرک کیا وہ سخت گمراہ ہوا۔

تمام ملک کے رؤسا امرا اور بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہو گئیں اور سخت سخت ایذائیں دینی شروع کر دیں۔ جس قدر مؤحد دیندار جناب رسالت مآب کے ساتھ ہوئے ان سب کو ملک چھوڑ چھاڑ ہجرت کرنی پڑی اور حبش کو چل دئے۔ آخر نوبت باینجا رسید کہ خود حضور ﷺ مکہ چھوڑ مدینے چل بسے۔ بت پرستوں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور استیصال چاہا تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمر باندھنی چاہئے۔ قاتلوا فی سبيل الله الذين يقاتلونكم و لا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين۔ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرنا اللہ زیادتی کرنے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ (سورة البقره)

حضور علیہ السلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ سے عاجز ہو گئے اور ایسا عجز اختیار کیا کہ اپنے خیالی مذہب سے آخر دستبردار ہو گئے۔ اللہ اللہ کیسے آیات بینات ہیں اور کیسے برکات ہیں۔ کیا کوئی قریشی آپ کا مخالف دنیا میں موجود ہے۔ آپ کی ساری قوم آپ کے سامنے آپ کے جیتے جی اس دین میں داخل ہو گئی جس میں داخل کرنے کا آپ نے بیڑا اٹھایا تھا۔ عرب کے ایسے شہر میں آپ نے وعظ شروع کیا یہ الہام سن لیا...... اكملتُ لكُم دِينكُم........... الخ (المائده) آج میں نے تمہارا دین تمہارے واسطے کامل کر دیا اور اپنا فضل تم پر پورا کیا اور اسلام کا دین تمہارے لئے پسند کیا۔

یہ نصرت کسی ہادی مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں ہوئی ہے تو اس کی نظیر دو۔ اس بے نظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدم نظیر میں اس کامیابی کے خرق عادت ہونے میں کونسا شبہ ہے۔ پھر اگر اس کامیابی کی جو حضور ﷺ کو حاصل ہوئی اگر نظیر دکھلانے سے عجز ہے اور واقعی عجز ہے تو آپ کے وہ افعال جو کامیابی کا باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہیں۔ کون گزرا ہے جس نے ملہم الٰہی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب بتلایا ہو پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر خاص کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتوں پر جو اپنی جگہ بے نظیر تھیں............ پورا فتحیاب ہوا ہو؟ اور کامیابی جو راستبازی کا معیار تھی حاصل کر چکا ہو۔

پنجم اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے جسے قرآنی اصطلاح میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اس قدر ہیں اور تھیں کہ صاحب آیات کے آیات دیکھ کر اس قدر لوگ اس کے دین میں داخل ہوئے کہ منکرین کے چھکے چھوٹ گئے اور حضرت نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ اليوم يئس اللذين كفروا منكم ، سبحان اللہ کیا معجزہ ہے۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِى دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا.

آپ کی تعلیم کچھ کم آیت نبوت ہے؟ جو تمام نیکیوں کا مجموعہ اور تمام برائیوں سے معرا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ قرآنی اوامر اور نہی کی کیفیت کا فوٹو ملاحظہ کرنا ہو تو دیکھ، اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۸ تا ۳۴)

لفظ "ہندو" کی تحقیق

آریہ سماج کی بنیاد ۱۸۷۵ء میں جب پنڈت دیانند سرسوتی نے رکھی تو اپنے ممبران میں اضافہ اور مسلمانوں سے ہندوؤں کو متنفر کرنے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا کہ "ہندو" کا لفظ تو مسلمان بادشاہوں نے حقارت کے لئے ہندو مذہب والوں کو دیا جس کے معنی چور وغیرہ کے ہیں۔ لہذا آپ لوگ "ہندو" کا لفظ ترک کر کے اپنے آپ کو "آریہ" کہلوائیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح ایک طرف تو ہندوؤں کا دل مسلمانوں سے بغض اور نفرت میں ترقی کرے گا اور دوسری طرف ان کی اس نئی سماج، آریہ سماج کے ممبران میں اضافہ ہوگا۔ اس کی سماج میں اضافہ ہو یا نہ ہو اس سے تو کوئی سروکار نہیں تھا کیونکہ وید کا پیروکار ہندو ہو یا آریہ دوسرے مذاہب والوں کے لئے کوئی فرق نہیں رکھتا۔ یہ ان کا ایک قسم کا اندرونی مسئلہ تھا۔ البتہ "ہندو" نام کے اوپر معترض کی علمی پردہ دری ضروری تھی کہ یہ بتلایا جائے کہ یہ سراسر جہالت پر مبنی ہے اور خواہ مخواہ سادہ لوح انسانوں کو آپس میں لڑانے بھڑانے کا چکر ہے۔ چنانچہ اس کا علمی اور تحقیقی جواب دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"مکذب صاحب آریہ لفظ اور ہندو لفظ پر بحث کرتے ہیں۔ سو ان الفاظ کی نسبت جو کچھ...... جناب پادری طامس ہاول بشیر مقیم پنڈ دادنخان ضلع جہلم نے ارقام فرمایا ہے کہ میرے نزدیک وہ مضمون نہایت راستی سے لکھا گیا ہے اس مضمون اور اپنی ایک ابتدائی تحریر کو جو اس بحث پر (لفظ آریہ اور ہندو) کے متعلق ہے جناب پادری صاحب نے دوبارہ بطور رسالہ لکھا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

پادری صاحب کی پہلی تحریر کو مرزا صاحب نے بھی شحنہ حق میں نقل کیا ہے اس پر کچھ اور زیادہ کرنا صرف شیخی بگھارنا ہے (یہ مضمون شحنہ حق روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۳۵ سے ۴۳۸ تک ہے۔ ناقل) مگر اتنا زیادہ عرض کر دینا شاید نامناسب نہ ہو کہ آپ نے یا آپ کے مصلح نے اس لفظ ہند یا ہندو پر بحث کرنے میں بالکل انصاف سے کام نہیں لیا۔ یہ بحث اس نے مختلف اغراض کے واسطے چھیڑ دی۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ مسلمان فاتح لوگوں نے اس نام کو اہانتاً اختیار نہیں کیا تھا۔ عربی کی مشہور لغت کی کتاب قاموس اللغات ہے۔ اس میں اس لفظ

کے مختلف معنی لکھے ہیں۔ دیکھو عمدہ عمدہ معنی اسی لفظ ہند کے واسطے موجود ہیں۔ ہند سو لونٹ کے گلے کا نام ہے اور ایک عورت کا نام بھی جو عمرو نام بادشاہ عرب کی والدہ تھی۔ بنو ہند ایک قبیلہ عرب کا نام ہے۔ ہند ایک پہاڑ کا نام ہے۔ تلوار کے تیز کرنے کو بھی ہند کہتے ہیں۔ اس واسطے مہند اس تلوار کو کہتے ہیں جو بہت تیز ہو۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں آپ کا ایک پیرو آپؑ کے سامنے کہتا ہے۔

ان الرسول لنور یستضاء به
سیف مهند من سیوف الهند مسلول

ہندوان ایک نہر کا نام ہے جو خراسان میں واقع ہے۔ ابو جعفر فقیہہ ہندوانی ایک بڑے بزرگ مسلمانوں کے مقتدا وہاں کے رہنے والے تھے اور تعجب نہیں آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آئے ہوں اسی واسطے وسط ایشیا کی واقف اور فاتح قوم نے ان کو ہندو کہا ہو اور آری لفظ عرب میں کوئی عمدہ مدح کا لفظ نہ تھا۔ کیونکہ عربی آری طویلہ کو کہتے ہیں۔ پس کیا تعجب ہے اگر ہمارے بزرگوں نے بجائے لفظ آری ہندو کا لفظ اخلاقی شریعت کے حکم سے زیادہ تر برتا ہو یا اور کوئی باعث خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہے اب بھی عرب کے دار السلام مکہ معظمہ میں ہندی مسلمانوں کے شیخ کو شیخ الہنود کہتے ہیں۔ والعلم عند اللہ"۔

جہاد

مصنف تکذیب نے اسلام کو جبر و اکراہ اور تلوار کا مذہب قرار دے کر اس پر اعتراض کیا ہے جس کا جواب دیتے ہوئے حضور نے اسلامی جہاد اور اس کی شرائط پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے معترض کو لاجواب کیا ہے۔ تفصیل تو کتاب سے پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے جو کہ صفحہ ۳۷ سے ۴۱ تک تحریر ہے۔ صرف ایک اقتباس ہدیہ قارئین ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اسلام کے معنی صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا، چین سے رہنا، کیونکہ یہ لفظ سلم سے مشتق ہے جس کے معنی صلح اور آشتی کے ہیں۔ بعضے پادریوں کی تحریر نے سچ کہتا ہوں آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ جبر اور اکراہ سے اسلام اور تصدیق قلبی کا حصول ممکن نہیں۔ قرآن کی دوسری سورۃ کو جو مدینہ میں نازل ہوئی (یعنی سورۃ البقرہ۔ ناقل) اور جس میں جہاد کا حکم ہوا ہے پڑھ لیجئے اور غور کیجئے آپ کا کلام کہاں تک سچ ہے۔ لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ، اسلام میں شرط ہے کہ آدمی صدق دل سے باری تعالیٰ کی الوہیت اور اس کی معبودیت اور اس کے رسولوں کی رسالت وغیرہ ضروریات دین پر یقین لاوے۔ تب مسلمان کہلاوے اور ظاہر ہے کہ دلی یقین جبر و اکراہ سے کبھی ممکن نہیں ہے۔ میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اور ان کے راشد جانشینوں کے زمانے میں کوئی شخص جبر و اکراہ سے مسلمان نہیں بنایا گیا۔ بلکہ محمود غزنوی اور عالمگیر کے زمانے میں بھی کوئی شخص عاقل و بالغ جبر سے مسلمان نہیں کیا گیا دنیا میں تاریخ موجود ہے۔ صحیح تاریخ سے اس الزام کو ثابت کیجئے۔ میں نے زمانہ نبوی اور خلافت راشدہ کے وقت اور محمود عالمگیر کی تاریخ کو اچھی طرح دیکھ بھال کر دعویٰ کیا ہے...... عالمگیر کے عہد میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہندوستان کے پرانے باشندے اپنی پرانی بت پرستی پر قائم دکھلائی دیتے ہیں......"۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۳۶، ۳۷)

اس کے بعد حضور نے قرآن کے احکام جہاد اس کی شرائط اور حکمت بیان کی اور ساتھ ہی وید کے احکام جنگ کے حوالے درج کر کے ثابت کیا کہ وید کے احکام جنگ کس قدر ظالمانہ اور غیر منصفانہ اور وحشیانہ ہیں۔

تصدیق براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۸ تا ۵۵ تک حضور کے علمی و تحقیقی جوہر کا ایک سمندر موجزن ہے۔ یہاں آپ نے قرآن مجید میں موجود حضرت لقمان کے قصے اور یاجوج ماجوج اور ذوالقرنین کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ بائبل، کتب تاریخ قدیم و جدید کا عطر نکال پر پیش کیا ہے جو ذہن صافی کو فرحت انگیز نتیجہ پر پہنچاتی ہے۔ اور اس یقین پر قائم کرتی ہے کہ قرآن کریم ایک عالم الغیب ہستی کا کلام ہے اور تمام پہلی کتب الہامیہ سے فائق ہے۔

روحوں کے قدیم اور انادی ہونے کے دلائل مصنف تکذیب نے اپنی طرف سے دئے ہیں۔ (قارئین پر واضح رہے کہ ہندو مذہب والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ارواح یعنی روحوں کو کسی نے بھی پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خود سے ہیں اور قدیم سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یا پرمیشر ان کا خالق نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ)۔ حضور نے زبردست دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اس کے دلائل کو رد کیا ہے اور پھر قرآن مجید سے "روح" کی حقیقت کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ یہ ساری بحث صفحہ ۶۲ سے ۸۳ تک چلتی ہے۔ نیز صفحہ ۱۴۳ پر بھی "روح" کی فکر انگیز علمی بحث ہے۔

قصہ آدم و ابلیس اور صفات الہیہ پر اعتراض۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں آدم کی تخلیق، فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنے کا حکم، ابلیس کا سجدہ سے انکار اور شیطان کا ذکر ہے۔ ان آیات کو سامنے رکھ کر لیکھرام نے ایسی بد تہذیبی کا مظاہرہ کیا ہے کہ شیطان بھی کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوگا۔ حد کر دی ہے اس ظالم نے۔ اس کی یہ تحریرات پڑھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کتنا دکھ ہوتا ہوگا اپنی جان سے عزیز اور مقدس ترین ہستی آنحضرت ﷺ کے خلاف اس بدبخت کے نازیبا الفاظ سن کر اور پڑھ کر کہ جس پر خدائے غفور و رحیم کی موجیں مارتی ہوئی صفت کی اس ظالم نے ایسے تکذیب کی کہ اس کی صفت قہار اور ذوالانتقام کو دعوت غضب دے ڈالی۔ اور بالآخر یہی زبان کی چھری اس پر چلی اور اس بدزبانی کا بدلہ پا گئی۔ اور ہندوؤں کے تناسخ کے عقیدے کو چند لمحوں کے لئے مان بھی لیا جائے تو یقین نہیں آتا کہ کسی اور قالب نے اس بدبخت کی روح کو اپنے اندر لے کر دوبارہ اس دنیا میں آنے کی حامی بھری ہوگی۔ بہر حال حضور نے اس کے جواب میں آدم کے قصہ اور ملائکہ کے سجدہ اور اس کے جنت سے نکالے جانے کی پر معارف تفسیر و توضیح فرمائی ہے جس کا مطالعہ قلب و ذہن کے جلاء کا موجب ہوتا ہے۔

مکذب نے اپنی کتاب "تکذیب" میں وجود صانع کے سات دلائل درج کئے ہیں جن پر حضور نے قلم اٹھایا ہے اور اس کو بتایا ہے کہ اس کے دلائل کتنے ناقص اور بودے ہیں اور اس کے بالمقابل قرآن کا وجود باری تعالیٰ اور صفات الہیہ کا جو بیان ہے وہ کتنا اکمل، اتم اور واضح ہے جو دل کو اور دماغ کو یکساں مطمئن کرتا ہے۔ یہ بیان صفحہ ۹۸ سے شروع ہوتا ہے اور ۱۱۷ تک چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور وید میں پرمیشر کی طرف منسوب کی جانے والی صفات کا ایک ایمان افروز موازنہ و محاکمہ ہے جس سے وید کی بے بسی اور وید کے ماننے والوں کی بے کسی ظاہر و باہر ہو جاتی ہے۔

گوشت خوری اور جانوروں کا ذبح کرنا

یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ایک طرف مسلمان خدا کو رب العالمین اور رحمٰن و رحیم مانتے ہیں اور دوسری طرف وہ معصوم اور بے گناہ جانوروں کو مارتے ہیں اور بڑی بے رحمی سے ذبح کرتے ہیں۔ اور ان کا گوشت کھاتے ہیں جو کہ اس کی ربوبیت اور رحمانیت رحیمیت کے صریحاً خلاف ہے۔ بظاہر بڑی معقول بات لگے گی لیکن صرف اس کو جس کو عقل نہیں۔ حضور نے اس کا جواب بڑے ہی حسین پیرائے میں دیتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ جس فعل کو وہ خدا کی ان صفات کے خلاف قرار دے رہے ہیں وہ بعینہ انہیں صفات کا ایک اظہار ہو رہا ہوتا ہے جس کو وہ سمجھتے نہیں۔ اس کا جواب تصدیق کے صفحہ ۱۱۷ سے ۱۲۳ تک چلتا ہے۔ جس میں یہ مضمون بیان ہو رہا ہے کہ جانوروں کو تکلیف اور حیوانات کا قتل تو منکرین ذبح خود بھی کر رہے ہوتے ہیں اور پھر یہ بتایا کہ جانوروں کا ذبح کرنا خود جانوروں پر رحم ہے وگرنہ جانور لاچار اور بیمار ہو کر تڑپ تڑپ کر جان دیتے اور خود ہی مر جاتے اور ساری ہوا کو متعفن اور گندا کرتے وغیرہ۔

یہاں میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے تقویٰ اور دیانت داری کی ایک خوبصورت ادا کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور وہ یہ کہ آپ کی تصنیفات مثلاً فصل الخطاب اور کتاب ھذا جس کا ذکر ہو رہا ہے ان سب کو کئی بار پڑھنے کی توفیق ملی ہے اور حضور کا ایک عام معمول دکھائی دیتا ہے کہ کسی بات کا جواب دیتے وقت اگر آپ نے کسی بھی مصنف کا کوئی اقتباس لیا ہے یا اپنے ہی پیش کردہ جواب اور تحقیق کا غالب حصہ کسی دوسری کتاب سے ماخوذ ہے تو آپ کمال فراخدلی سے اس کتاب یا مصنف کا تذکرہ وہیں کرتے ہیں۔ اور یہ بہت حوصلے اور وسعت قلبی اور بڑے ظرف کی بات ہے۔ دیانت داری کا یہ ایک ایسا پہلو ہے کہ جس کو مصنفین اور مؤلفین عموماً نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن نور الدین کا قلب صافی اور نورانی ذہن اس تاریکی کے معمولی سے بھی دھبے کو اپنی تحریرات میں جگہ نہیں دے سکتا تھا۔ اب اسی کتاب تصدیق کا مخاطب مصنف تکذیب براہین احمدیہ کی تحریرات کا بھاری حصہ اپنے "پیر و مرشد" دیانند کی کتاب "ستیارتھ پرکاش" کا چربہ ہے اور کچھ پادریوں کی تحریرات کی کاسہ لیسی کا کارنامہ ہے لیکن مجال ہے کہیں ان کا اشارہ مل جائے۔ لیکن ابھی اس مسئلہ میں یعنی گوشت خوری اور جانوروں کے ذبح کرنے کے حوالے سے جواب دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے شروع میں یہ تحریر فرما دیا کہ:

"گوشت کھانے کے منکروں نے جانوروں کے ذبح کرنے میں گوشت کھانے والوں پر جس قدر اعتراض کئے ہیں اس کا مفصل جواب "برھان لائم" نام ایک بسیط کتاب میں مولوی قمر علی لکھنوی نے لکھا ہے اس کا خلاصہ بقدر ضرورت یہاں گزارش ہے"۔ (صفحہ ۱۱۸)

مالک یوم الدین پر اعتراض اور اس کا جواب

اس پر اعتراض کرتے ہوئے لیکھرام یہ کہتا ہے کہ "یہ فقرہ قرآن کا حیرت افزاء ہے جس سے خدا کی ذات پر عیب وارد ہو رہا ہے۔ کیا پرمیشر ہر روز انصاف نہیں کرتا، کیا آدم کے وقت سے مرے ہوئے لوگ اب تک سیشن سپرد ہیں مگر معلوم نہیں ضمانت پر یا جوڈیشل حوالات میں پھر یہ فقرہ "سریع الحساب" کے خلاف ہے عدل یہ ہے کہ فوراً کارروائی شروع ہو"۔

اب اسی اعتراض سے مکذب کے علمی و تحقیقی مقام کا بھی پتہ چل سکتا ہے اور اس کی شائستگی اور تہذیب کا بھی۔ دراصل کتاب کا نام تکذیب اس نے رکھا ہی اپنی طبعی فطرت اور مزاج کے مطابق تھا کہ وہ ہر علمی اور اخلاقی امر کی تکذیب کرے گا۔ روحانیت کا تو چونکہ دور سے بھی واسطہ نہیں تھا اس لئے اس کو چھوڑئے۔ گو کہ جس میں اخلاق نہیں اس میں روحانیت کہاں سے آئی۔ لیکن تصدیق براہین احمدیہ پڑھتے ہوئے اسلام کے خدا اور اس کے ہادی کامل آنحضرت ﷺ پر جان قربان ہو ہو جاتی ہے کہ جس نے قرآن جیسی منفرد اور مکمل ترین راہنما کتاب عطا کی اور اپنی زندگی کا عملی نمونہ ساتھ دکھایا۔ جس کی پیروی کرنے والوں میں سے ایک اس وقت مصنف تصدیق براہین احمدیہ تھا۔ اور جس کو نور علیٰ نور کہا وقت کے امام اور آنحضرت ﷺ کے ایک عاشق کامل نے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ کمال شائستگی اور اخلاق و مروت اور اعلیٰ درجہ کی وسعت حوصلگی سے اس بدزبان کی باتوں کا جواب لکھا جو کہ یقیناً ہزاروں لاکھوں گمراہوں کی ہدایت کا باعث بنی ہوگی اور بنے گی۔ انشاء اللہ

آپ نے لفظ "یوم" کے معانی بتاتے ہوئے، کیونکہ یہی لفظ معترض کا مایہ ناز اعتراض تھا، فرمایا:

"یوم کا لفظ عربی زبان میں وسیع معنی رکھتا ہے منجملہ ان معنی کے یوم کے معنی "وقت" ہے۔ سنو! محاورہ عرب یوم ولد للملك ولد يكون سرور عظيم. و يوم مات فلان بكت عليه الفرق المختلفة۔ حالانکہ لڑکے کا پیدا ہونا اور آدمی کا مرنا کبھی دن کا ہوتا ہے اور کبھی رات کو۔ پس مالک یوم الدین کے معنی ہوئے۔ مالک ہے جزا کا، ہر روز، جس وقت کسی کو اپنے اعمال نیک کے بدلے انعام اور بداعمال کے بدلے سزا ملتی ہے اس وقت کا مالک باری تعالیٰ ہے۔ بلکہ یوم اتنے وقت کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی واقعہ گزرا ہو۔ دیکھو یوم بعاث، وذکر هم بايام الله ہمارے ملک میں "دن" ٹھیک ترجمہ یوم کا ہے۔ لوگ کہتے ہیں آج فلاں شخص کے دن اچھے آئے ہیں اور فلاں شخص کے برے آئے ہیں۔ پس یوم کا ترجمہ دن بھی کریں تو کوئی عیب نہیں۔ غور کرو۔ تمام ان مصائب کی نسبت (جو یہاں دنیا میں برداشت کی جاتی ہیں) قرآن کیا کہتا ہے فما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم. فاصابهم سيئات ما عملوا۔ یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے سب تمہارے کسب اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ کل مقدمات دورہ سپرد نہیں اور اگر بعض لوگوں کے معاملات سیشن سپرد ہیں تو بھی کوئی حرج نہیں ضمانت کی ضرورت ان ناقص حکام کو ہوتی ہے جن کو ڈر ہوتا ہے کہ ان کا مجرم ان حکام کے تصرف سے کہیں بھاگ جاوے گا۔ باری تعالیٰ کے ملک سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں۔ مجرموں میں سے بعض اسی وقت سزایاب ہو جاتے ہیں اور بعض جوڈیشل حوالات میں رہتے ہیں یا ان پر عفو ہو جاتا ہے۔ ضمانت کی حاجت نہیں۔ سریع الحساب اور مالك يوم الدين میں تعارض نہیں۔

اول اس لئے کہ سریع الحساب کے معنی ہیں کہ جب حساب شروع کر دے تو جھٹ پٹ لے لیتا ہے اور اگر جزا اور سزا میں مہلت دے تو ممکن ہے کہ یوم الآخرہ تک مہلت دے۔

دوم جس حالت میں ہر وقت یوم الدین ہے جیسے گزارش ہوا تو تعارض کیا ہوا۔

سوم مالک یوم الدین سے یہ نہیں نکل سکتا کہ آج کے دن کا مالک نہیں اور آج سزا یا جزا نہیں دیتا۔ کوئی کلمہ حصر کا یا آج مالک ہونے کی نفی کا قرآن میں موجود نہیں۔

اگر آپ کے نزدیک فوراً کارروائی ضروری ہے تو چاہئے کہ تمام زانیوں کو پورا آتشک یا پورا سوزاک جو پوری سزا ہے فوراً شروع ہو جاوے حالانکہ ان دونوں امراض کا ظہور ان لوگوں میں مختلف اوقات پر ہوا کرتا ہے۔ یا جب جرم

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی۔ تمناؤں کا سلسلہ اور ہے، قضاء و قدر کا سلسلہ اور ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۷ر فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۷ر تبلیغ ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَ مَنْ اَرَادَ الاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا وَ هُوَ مُؤمِنٌ فَاُولٰئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَشْكُوراً.

كُلاً نُمِدّ هٰؤُلآءِ وهٰؤُلآءِ مِنْ عَطآءِ رَبِّكَ. وَمَا كَانَ عَطآءُ رَبِّكَ مَحْظُوراً.

اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ. وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِیْلاً﴾.

(سورۃ بنی اسرائیل: آیات ۲۰ تا ۲۲)

یہ وہ آیات ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے اور جن کا میرے آج کے خطبے کے مضمون سے تعلق ہے۔ مگر اس سے پہلے کہ میں ان آیات کی کچھ تفسیر بیان کروں مناسب ہوگا کہ میں ان کا لفظی ترجمہ یا تقریباً لفظی ترجمہ آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَنْ اَرَادَ الاٰخِرَةَ جو بھی آخرت کا ارادہ کرے اس میں جو سے مراد شخص واحد بھی ہو سکتا ہے اور عموماً لوگ۔ جیسے مَنْ کے اندر جمع بھی داخل ہوتی ہے تو جو لوگ بھی یا جو بھی آخرت کا ارادہ کرے وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا اور آخرت کے لئے اپنی کوششوں کو وقف کر دے جو کچھ بھی اس کو توفیق ہے اس کے مطابق وہ آخرت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے وَهُوَ مُؤمِنٌ لیکن شرط یہ ہے کہ مومن ہو فَاُولٰئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَشْكُوراً پس ایسے لوگ ہیں جن کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ مشکور سے مراد یہاں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ لفظوں میں ان کا شکریہ ادا کر رہا ہے، مشکور سے مراد وہ نعمتیں ہیں، وہ کوششیں ہیں جو قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ خطبے کے آغاز ہی میں ان کے کچھ تفسیری پہلو بھی بیان کر دوں تو پھر تسلسل ٹوٹے گا نہیں اس لئے بجائے محض ترجمہ آپ کے سامنے رکھنے کے میں اب اس کو ذرا تفصیل سے بیان کر رہا ہوں۔ كُلاً نُمِدّ هٰؤُلآءِ وهٰؤُلآءِ مِنْ عَطآءِ رَبِّكَ، ہم ان میں سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں ان لوگوں کی بھی اور ان لوگوں کی بھی مِنْ عَطآءِ رَبِّكَ تیرے رب کی عطاء کے نتیجے میں۔ یہ تیرے رب کی ایک خاص عطاء ہے جس کی وجہ سے ہم، جو لوگ کوشش کرتے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں وَمَا كَانَ عَطآءُ رَبِّكَ مَحْظُوراً اور تیرے رب کی عطا ایسی ہے جسے روکا نہیں جا سکتا۔ جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ میں کسی پر اپنی رحمت فرماؤں گا، کوئی عطا کروں گا تو کوئی اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتا۔

اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ دیکھ لیں کس طرح ہم نے ان میں سے بعض کو بعض دوسروں پر فضیلت دی۔ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِیْلاً اور آخرت اَكْبَرُ دَرَجٰت درجات کے لحاظ سے بھی بہت بڑی ہے وَ اَكْبَرُ تَفْضِیْلاً اور فضیلت کے لحاظ سے بھی بہت بڑی ہے۔ ان آیات میں آغاز میں جو سعی کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ ایک ہی گروہ معلوم ہوتا ہے لیکن آخر پر جو سعی کے ذکر کے تعلق میں مزید باتیں بیان فرمائیں ان میں دو گروہ دکھائی دینے لگے ہیں۔ وَ مَنْ اَرَادَ الاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْیَهَا جو کوئی بھی آخرت کا ارادہ کرے یا جو لوگ بھی آخرت کا ارادہ کریں اور اس میں وہ اپنی کوششوں کو محو کر دیں ایسی صورت میں ایسے لوگ جو مومن ہوں یا وہ مَن کا لفظ مومن سے تعلق رکھتا ہے اگر مَنْ جمع میں ہے تو مومن کا ترجمہ بھی واحد میں کیا جائے گا لیکن آخر پر جو نتیجہ نکالا جا رہا ہے وہ جمع میں ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مَنْ کے اندر یہ مفہوم ہے ہر وہ شخص جو ایسا کرے اور ہر وہ شخص چونکہ سوسائٹی میں کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے تو اس کی کثرت کو مد نظر رکھتے ہوئے آخر پر فرمایا فَاُولٰئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَشْكُوراً. بظاہر پہلے واحد کا ذکر چل رہا تھا مگر اس آیت کے آخری حصے نے ثابت کر دیا کہ واحد مراد نہیں ہے۔ ایسے تمام لوگ مراد ہیں اور سوسائٹی کے وہ حصے جو اس پر عمل پیرا ہوں ان سب کے لئے خوشخبری ہے کہ ان کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اب یہ ایک ہی گروہ ہے جس کا تسلسل سے ذکر چل رہا ہے لیکن اگلی آیت میں فرمایا كُلاً نُمِدّ هٰؤُلآءِ وهٰؤُلآءِ مِنْ عَطآءِ رَبِّكَ ہم ان میں سے ہر ایک کو مدد دیتے ہیں اِن کو بھی اور اُن کو بھی۔

یہ اِن اور اُن کون لوگ ہیں اس کی تفصیل اگلی آیت میں نظر آتی ہے جس میں فرمایا گیا اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ کہ دیکھ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض دوسروں پر فضیلت دی ہے۔ پس جو بھی آخرت کی کوشش کرنے والے ہیں ان میں ایک گروہ نسبتاً کم فیض یافتہ دکھائی دیتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ جن کو رزق عطا فرماتا ہے ان میں سے ان کو روحانی، ذہنی اور جسمانی اور مالی رزق نسبتاً کم عطا ہوتا ہے اور کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو ایک دوسرے پر فضیلتیں عطا کی جاتی ہیں۔ تو فرمایا یہ دونوں گروہ ایسے ہیں جن کی ہم مدد کرتے ہیں یا ان دونوں گروہوں کی ہم مدد کریں گے اگر یہ خدا کی راہ میں جدو جہد کریں اور آخرت کو اپنا لیں اور اسی کی کوشش کریں تو اس راہ کی مشکلات اللہ کی مدد سے دور کی جا سکتی ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل نہ ہو یہ مشکلات دور نہیں ہو سکتیں۔

چنانچہ اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ دنیا کے دو گروہ ہوتے ہیں ایک وہ جن کو خدا فضیلت دیتا ہے اور دوسرے جن پر ان کو فضیلت دیتا ہے۔ اور یہ دوسرے گروہ اور پہلے گروہ دنیا میں جب ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں تو ان کے نتیجے میں بدیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور ان بدیوں کے شر سے بچنے کے لئے بھی دعا ہی ہے جو مددگار ہے اس کے سوا انسان کو ان سے بچنے کی ذاتی اہلیت نہیں ہے۔ یہ زیادہ تفصیلی مضامین ہیں۔ ان کی بحث کو چھوڑتا ہوں اور یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دور میں جماعت کی تربیت میں میں نے ان آیات کو بہت ہی اہم اور راہنما پایا ہے۔ اور آگے جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات آپ کے سامنے پڑھوں گا تو ان کا ان کے ساتھ گہرا تعلق دکھائی دینے لگے گا۔

اس تمہید کے بعد میں اب جماعت سویڈن کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے ہلکے اشاروں کنایوں میں میں نے ان کی باتیں کیں پھر پچھلے خطبے میں کھل کر ان کی باتیں کیں اور چونکہ میری نیت خالصۃً آخرت کی نیت تھی اور اللہ جانتا ہے کہ اس سلسلے میں جس قدر بھی دعائیں ممکن تھیں میں ساتھ کرتا رہا اس لئے میں گواہ ہوں اس بات کا فَاُولٰئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَشْكُوراً کہ ایسے لوگ جو آخرت کی نیت رکھ کر کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ضرور ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کی کوششیں رائیگاں نہیں جاتیں۔

آج میں اس کی گواہی کے طور پر یہ اعلان آپ کے سامنے کر رہا ہوں کہ سویڈن کے اکثر وہ خاندان جو میرے اس وقت مخاطب تھے اگرچہ ان کے نام نہیں لئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واپس جماعت کی طرف لوٹ آئے ہیں اور جو ان کے لوٹنے کا انداز ہے، جو خطوط مجھے موصول ہوئے ہیں میرا دل یقین سے بھر گیا ہے کہ یہ توبہ ان کی سچی توبہ ہے اور آئندہ انشاء اللہ ان کی طرف سے مجھے دکھ نہیں دیا جائے گا۔ اس وقت مجھے ان کے خطوط پڑھتے ہوئے جو خوشی محسوس ہو رہی تھی اس خوشی نے ساری تلخیوں کو بھلا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وہ حدیث قدسی یاد آگئی جس میں اللہ تعالیٰ کے توبہ کرنے والے بندوں کے ساتھ رد عمل کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک انسان صحرا میں ستانے کے لئے ایک درخت کے سائے تلے لیٹ جاتا ہے اور بظاہر اپنے اونٹ کو محفوظ

طریق پر جیسا کہ گھٹنے باندھے جاتے تھے تمام احتیاطوں کے ساتھ الگ بٹھادیتا ہے۔اس پر اس کا پانی، اس کا زادراہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن جب شام کے وقت یا دوپہر گزرنے کے بعد اس کی آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اونٹ غائب ہے۔ اونٹ بھی غائب ہے، زادراہ بھی غائب ہے۔ جو کچھ اس کا اثاثہ تھا، جو کچھ زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضرورتیں تھیں جو صحرا میں سب سے زیادہ پانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ سب کچھ غائب ہو گیا۔ ایسا شخص اگر دور افق پر نظر دوڑائے اور ہر طرف دیکھے کہ کہیں بھی اس اونٹنی کی واپسی کے آثار دکھائی دیں۔(اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کی آواز جذبات سے گلوگیر ہو گئی چنانچہ آپ نے فرمایا) جو میرا دل جذبات سے ابل رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے تصور سے کہ اللہ اس طرح اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔ اب اگر وہ لوگ جو توبہ کے محتاج ہیں ان کو یہ معلوم ہو کہ اللہ ان کا اس طرح انتظار کر رہا ہے تو بھاری تعداد توبہ کرنے والوں کی ہے جو لپکے گی اس طرف۔ تو اس سے زیادہ خوبصورت مثال توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے کے رشتے کی اور آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔ وہ بندہ محتاج اور مجبور جس سے کچھ کھویا جاتا ہے جتنا اس کے کھوئے جانے کی تکلیف اس کو ہوتی ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کھوئے جانے کی تکلیف ہوتی ہے۔ ان معنوں میں کہ ان کے زیاں کا افسوس ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کا کوئی دل ہے یا اس میں زیاں کے افسوس کی وہی کیفیت ہے جو ہماری ہے مگر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمثیلات کے ساتھ انہیں اس طرح بیان کیا کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل پر جو گزرتی ہے وہ ہم جانتے ہیں۔ اور یہ پہچان لیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ قدر شناس ہے جتنا ہم قدر شناس ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ کھوئے ہوئے بندوں کی تکلیف محسوس کرتا ہے جس طرح ہم ایک لق ودق صحرا میں ایک گمی ہوئی اونٹنی کی تکلیف محسوس کرتے ہیں جس کے اوپر ہمارا سرمایہ حیات لدا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کا تو کوئی سرمایہ حیات نہیں جو اس کے کھوئے ہوئے بندوں پر منحصر ہو۔ اللہ تو غنی ذات ہے۔ سارا عالم بھی اس کو جھٹلا دے، اس کا انکار کر دے اس کو ایک ذرے کی بھی پرواہ نہیں ہو گی۔ اس کے باوجود یہ محبت، یہ اصل پیغام ہے۔ وہ بندہ تو مجبور ہے اس اونٹنی کے انتظار کے لئے جس پر اس کا سارا سرمایہ حیات ہے۔ وہ ذات تو مجبور نہیں ہے جس پر ساری کائنات کا انحصار ہے اس کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کہ اس کو چھوڑ کر کہاں چلے جائیں۔ کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔ پس اس استغناء کے باوجود وہ ہیجان جو اس بندے کے دل میں پیدا ہوا ہے اس ہیجان کا تعلق خدا سے ہو، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے، خالصۃً یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کو اپنی مخلوق سے محبت ہے ورنہ محبت کے بغیر اس مسئلے کی سمجھ آ نہیں سکتی۔ اونٹ والے کا انتظار تو اپنی مجبوری، اپنی بقاء کی خاطر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بقاء کا گمشدہ بندوں سے کیا تعلق ہے لیکن ان کی بقاء اس کو پیاری ہے جیسے کوئی اپنے محبوب کو گمشدہ پائے اور باوجود اس کے کہ وہ محبوب کی زندگی اس پر انحصار رکھتی ہو وہ اس کے لئے بے چینی محسوس کرے گا۔ پس یہ جو بنیادی، مرکزی، گہرا پیغام ہے یہ ہے جو بے انتہا عزت اور توقیر کے لائق ہے۔

ہر انسان کو یہ سوچنا چاہئے کہ میرا خدا جو خالق ہے، جو رب ہے، جو مستغنی ہے وہ میرے ضائع ہونے پر بھی ایسا ہی دکھ محسوس کرے گا گویا اس کا انحصار مجھ پر تھا۔ لیکن اگر ایسا شخص واپس نہ آئے تو قرآن کریم کی آیات سے اور رسول اللہ ﷺ کی تشریحات سے پتہ چلتا ہے کہ پھر خدا مستغنی ہے پھر اس کی اس کو کچھ بھی پرواہ نہیں رہے گی، اللہ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ پس اس پہلو سے جب میں جماعتوں کو نصیحتیں کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ ہمارے کھوئے ہوئے دوست واپس آجائیں تو اس میں جماعت کا کوئی نقصان پیش نظر نہیں ہوا کرتا، کبھی بھی نہیں ہوا۔ مجھے علم ہے کہ اگر ایسے لوگ نصیحت کو نہیں مانیں گے اور واپس نہیں آئیں گے تو صرف اپنا نقصان کریں گے جماعت کا ہرگز کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اس قطعی علم کے ساتھ مجھے کوشش کرنا ہے اور میں کوشش کرتا ہوں اور آپ سب کو اس کوشش میں اپنا مددگار بننے کی بار بار درخواستیں کرتا ہوں۔

تو یاد رکھ لیں اس بات کو، اس نکتے کو جو اس تفصیلی حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس کے فلسفے کو سمجھ لیں۔ اگر اس کے فلسفے کو سمجھ لیں گے تو پھر آپ میں سے صرف وہی میرا مددگار ہو گا جس کو بنی نوع انسان سے محبت ہے۔ جس کو بنی نوع انسان سے محبت نہیں اور تعلق نہیں ان پر میری باتوں کا کوڑی بھر بھی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ اس مضمون کا تعلق محبت سے ہے۔ جیسے خالق کو تخلیق سے محبت ہے اسی طرح خدا کے بندوں کے ساتھ آپ کی محبت ان کی کمزوریوں میں آپ کو بے چین کر دیتی ہے اور وہ بے چینی ہے جس کے لئے تلاش میں نظریں اٹھتی ہیں اور افق کو کھنگالا جاتا ہے نظروں سے کہ شاید کسی کونے سے ہماری کھوئی ہوئی چیزیں واپس آجائیں۔

پس تمام جماعت کی تربیت کا یہ بنیادی راز ہے۔ اگر آپ کسی شخص کو کھویا ہوا دیکھیں اور دل میں نفرت پیدا ہو یا غصہ پیدا ہو یا تحقیر کے خیالات آئیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں گھٹیا سا انسان تھا، ایک گھٹیا سی لڑکی تھی، گھٹیا سی عورت، گھٹیا سا مرد، یہ جاتے ہیں تو جائیں دفع ہوں۔ اگر یہ خیال آئے تو آپ خود متکبر ہیں پھر آپ کو لوٹنے کی فکر کرنی چاہئے۔ آپ کو خود اپنے خدا کی طرف پہلے لوٹنا ہو گا ورنہ ان کھوئے ہوئے لوگوں کی آپ تلاش کر ہی نہیں سکتے۔ اور تربیت کے کام میں میری راہ میں سب سے بڑی مشکل یہی ہے کہ بڑے بڑے نیک اور مخلص کارکن اور کارکنات بھی تربیت کرتے وقت اپنے آپ کو اس شخص سے اعلیٰ سمجھتے ہیں جس کی تربیت کرنی ہے اور یہ نہیں جانتے کہ ان کی تربیت پر وہ مجبور ہیں اپنی محبت اور پیار کے نتیجے میں۔ اور محبت اور پیار جتنا زیادہ ہونگے اتنا اعلیٰ اور ادنیٰ کا فرق مٹ جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ملفوظات میں کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔

پس جو واقعہ سویڈن میں گزرا اس کا بھی خالصۃً اس سے تعلق تھا۔ ہرگز جماعت کو ان لوگوں کی ضرورت نہیں تھی کہ ان کے بغیر جماعت چل نہیں سکتی لیکن جماعت کی ان سے محبت اور نظام جماعت کی ان سے محبت کو ضرورت تھی اور اس کے لئے کوشاں رہے۔ سالہا سال میں نے کوششیں کیں کہ ان لوگوں کو اپنا اندرونہ دیکھنے کی توفیق نصیب ہو اور وہ سمجھ لیں کہ نظام جماعت ایک تقدس رکھتا ہے۔ اس کے تقدس میں خلل ڈالنے والا ہر شخص جو بے ہودہ گوئی کرتا ہے، بدتمیزی اختیار کرتا ہے اس سے قطعاً ان کو تعلق توڑ لینا چاہئے اور یہ ان کے دل کا طبعی جذبہ ہو گا۔ پس یہ جو مضمون ہے کہ ایک شخص اس نظام کو احترام کی نظر سے نہیں دیکھتا، اس کی تخفیف کرتا ہے جو اللہ کی نمائندگی کرتا ہے وہاں اونٹنی کی طرح اس کے ضائع ہونے کا غم آپ کو نہیں لگنا چاہئے۔ وہاں وہ آیات آپ کی راہنما ہونی چاہئیں جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی کو میری محبتوں کے باوجود پرواہ نہیں تو مجھے بھی اس کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں پھر جہاں جاتا ہے بھٹکتا پھرے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

پس جو پاک تبدیلیاں وہاں واقع ہوئی ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے وہ میرے لئے بے انتہا خوشی کا موجب ہیں لیکن اس کے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے جرائم نظام جماعت اور اس کی تذلیل کے تعلق میں بے حد گھناؤنے ہیں اور ہرگز ہم پسند نہیں کریں گے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں، آپ کی جماعت کی مساجد میں آنا جانا رکھیں اور ماحول کو گندہ کریں۔ پس آج کے دن ایک عام معافی کا اعلان بھی ہو گا لیکن آج کے دن وہ سارے لوگ جن کی پہلے سے نظام کو اطلاع کر دی گئی ہے مسجد میں آنے سے منع ہونگے۔ وہ اور ان کے ساتھی جو ان کے ساتھ بیٹھتے رہے، اٹھتے رہے، جنہوں نے مکروہ باتیں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں، ان پر اثر رکھتے تھے اور ہرگز پرواہ نہیں کی کہ ان کو روکیں، وہ سارے آج کے معافی کے اعلان عام سے مستثنیٰ ہیں اور ان کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ ہماری مسجدوں کو گندہ کریں۔ آئندہ کیا ہو گا یہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔ لیکن آج کا یہی اہم اعلان ہے جس کو جماعت سویڈن جو یہ خطبہ سن رہی ہو اچھی طرح ذہن نشین کر لے۔

اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ نیا نظام از سر نو شروع کیا جا رہا ہے اور نئے عہدیداروں کی ضرورت ہو گی اس لئے میں نے سوچا ہے کہ میرے نمائندہ کی موجودگی میں آج یا کل مناسب وقت میں نئے انتخابات کروالئے جائیں۔ یہ انتخابات عنقریب ہونے والے ہیں مگر اس دوبارہ روحانی ولادت کے نتیجے میں ضروری ہے کہ ابھی سے یہ انتخاب ہو جائیں اور اس کو ٹالا نہ جائے۔ ان انتخابات کے متعلق میں یہ اعلان کر رہا ہوں اور جماعت سویڈن غور سے سن لے کہ قاعدہ یہ ہے کہ مجلس شوریٰ کے نمائندے بڑی جماعتوں میں جہاں امارت ہو، وہ مجلس شوریٰ کے نمائندے جو ہر جماعت سے منتخب ہوتے ہیں وہی ان کا انتخاب کرتے ہیں اگرچہ ہنگامی موقعوں پر استثنائی طور پر مجھے اختیار ہے کہ وقتی طور پر ان قواعد و ضوابط کو ٹال دوں اور جو تربیت کی روح ہے اس کو پیش نظر رکھ کر استثنائی فیصلہ کروں مگر میں کلیۃً اس طریق کار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ایک بہت اچھا طریقہ ہے کہ جماعت کے نمائندے ہی آئندہ امارت اور مجلس عاملہ کا انتخاب کرتے ہیں لیکن ان کو جتنا وقت چاہئے اس وقت کے حصے کو میں الگ کر دیتا ہوں۔ اس لئے آج ہی آپ میں سے جن جماعتوں تک میری آواز پہنچ رہی ہے، یہ انتظار نہ کریں کہ بیس دن چاہئیں یا ایک مہینے کا نوٹس چاہئے، آج ہی اپنے میں سے متقی لوگوں کو چن کر گوٹن برگ کی طرف روانہ کر دیں۔ اگر آج نہ کر سکیں تو کل تک وہاں پہنچ جائیں تاکہ سارے سویڈن کی نمائندگی میں ان کی آئندہ مرکزی مجلس عاملہ کا

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

انتخاب ہو۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ اس بات کو نظر انداز نہیں کریں گے اور وہاں یہ سارے نمائندے انشاء اللہ تعالیٰ اکٹھے ہو چکے ہونگے۔

جو نئی روح قائم ہونی ضروری ہے اس میں محبت کے رشتے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پہلی سب کدورتوں کو کلیۃً کالعدم کر دیں جیسا کہ وہ تھیں ہی نہیں اور پیار اور محبت کے رشتوں پر اس نئے نظام کو مضبوط ڈوروں میں باندھیں۔ اور جب بھی کسی بھائی کے خلاف کوئی دل میں کدورت پیدا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات کو یاد کر لیا کریں جواب میں آپ کے سامنے پڑھ کر سنانے لگا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس جاری تھا جب (گزشتہ) خطبہ ختم ہوا۔ وہ حصہ جو رہتا ہے میں وہاں سے پڑھ کے سناتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں، "انسان بہت آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضاو قدر کی کس کو خبر۔ زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی"۔ یہ ایک بہت ہی اہم پیغام یا نصیحت ہے جماعت کے لئے کہ آپ کی آرزوؤں کو اختیار ہی نہیں ہے کہ آپ زندگی ڈھال سکیں۔ ہزارہا آرزوئیں دل میں پیدا ہوتی ہیں، ہزارہا تمنائیں انسان کرتا ہے لیکن اس کی زندگی اس کے مطابق نہیں ڈھلتی۔

ساری دنیا کا معاشرہ بے چین ہے۔ اگر آرزوؤں کو طاقت ہوتی کہ زندگی کو اپنے مطابق ڈھال لیں تو دنیا میں ایک فرد واحد بھی بے چین دکھائی نہ دیتا۔ جبکہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کے سربراہ بھی اور امیر ترین آدمی بھی دل کے اندر ایک بے چینی محسوس کرتے ہیں۔ اس کا اظہار کریں نہ کریں لیکن جب بھی اظہار کے مواقع آتے ہیں ان سے یہی سننا جاتا ہے کہ وہ بے چین ہیں۔ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی مملکت یعنی طاقتور مملکت امریکہ سنی جاتی ہے لیکن صدر کلنٹن کا حال دیکھ لیں اس کو کیا کیا بے چینیاں لاحق ہوئی ہیں۔ اور عراق کے معاملے میں جو صدر کلنٹن کا رد عمل تھا ہر گز بعید نہیں کہ ذاتی بے چینیوں کا رخ موڑنے کی خاطر اس نے یہ سارے اقدامات کئے ہوں۔ بلکہ میرا پہلا رد عمل عراق کے متعلق صدر کلنٹن کے بیانات سے یہی تھا کہ ان کے اوپر جو گندے حملے کئے گئے ہیں جن کی تحقیق اگر ہوا انصاف کے ساتھ، تو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صدر کلنٹن صدر رہنے کے اہل نہیں رہیں گے۔ بعض امریکن چوٹی کے وکلاء کا بھی یہی خیال ہے کہ صدر کلنٹن کے متعلق اگر وہ الزامات ثابت ہو جائیں جن کے متعلق بھاری امکان ہے کہ ثابت ہو جائیں تو ان کو جیل میں بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ اب دنیا کے ایک بلند ترین، مادی لحاظ سے بلند ترین طاقتور ملک کے صدر کا یہ حال ہو کہ اس کے اوپر ایک تلوار لٹکی ہو جس کو معلوم ہو کہ اگر سنجیدگی کے ساتھ کارروائیاں کی جائیں تو کوئی بعید نہیں کہ میں صدارتی محل کی بجائے کسی جیل کی کوٹھڑی میں چلا جاؤں اس کا دل بے چین ہی تو ہوگا، اس کی آرزوئیں اس کی کوئی بھی مدد نہیں کر سکتیں۔ پس وہ رد عمل جو میرے دل میں پیدا ہوا کہ قوم کی توجہ ہٹانے کے لئے اور ازسرنو قوم کا ہیرو بننے کے لئے اور یہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے کہ قوم مجرم سمجھے بھی تو اس موقع پر اپنے قومی ہیرو کو متعلق خطرات سے الگ کر دے اس لئے یہ عراق والی کارروائی شروع ہوئی ہے اور یہ جو میرا تاثر ہے اس کی تائید میں بہت سے امریکن دانشور بھی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس وقت صدر کلنٹن کا بچنا عراق والے اقدامات کی وجہ سے ہے اور بھاری اکثریت جو اس صدر کی تائید کر رہے ہیں ان سے جب یہ پوچھا جائے کہ آپ ان کو اس معاملے میں مجرم سمجھتے ہیں کہ نہیں؟ کہتے ہیں سمجھتے ہیں لیکن ہمیں پرواہ کوئی نہیں۔ صدر کی افادیت دوسری جگہ اتنی بڑی ہے کہ ہمیں اس چیز کی پرواہ نہیں کہ ان اخلاقی معاملات میں یہ مؤاخذے کے لائق ہو۔ اب اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ساری امریکہ کی اخلاقی حالت ہی گر چکی ہے اور اس گری ہوئی اخلاقی حالت کے بعد اخلاقی کمزوریاں وہ رد عمل پیدا نہیں کرتیں جو آج سے پچاس سال پہلے یا سو سال پہلے رد عمل پیدا کیا کرتی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ آرزوؤں اور تمناؤں سے تمہاری زندگیاں ڈھالی نہیں جاتیں۔ اگر آرزوؤں اور تمناؤں سے زندگیاں ڈھالی جاتیں تو دنیا میں کوئی بھی بے چین دکھائی نہ دیتا۔ لور اب اگر تلاش کرو تو چین رکھنے والا آدمی مشکل ہی سے ملے گا ٹٹولنے کی بات ہے۔ اگر کریدو اور ٹٹولو تو معلوم ہوگا کہ ہر شخص مصیبتوں میں مبتلا ہے اور جو دعاؤں کی ڈاک اکٹھی ہوتی ہے اس کو کوئی ایک نظر سے دیکھ لے تو اس کو اندازہ ہو جائے گا۔ میں ایک دفعہ ڈاک دیکھ رہا تھا تو میری بچی دفتر میں آگئی، ایک بات کرنی تھی۔ اس نے کہا ابا یہ ڈاک آپ دیکھتے ہیں روزانہ، میں تو ساری عمر ان خطوں کا جواب نہیں دے سکتی۔ اگر ساری عمر میں لکھوں تو میں ان خطوں کا جواب نہیں دے سکوں گی۔ وہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر میں بتانا چاہتا ہوں کہ ساری ڈاک بے چینیوں سے بھری پڑی ہوتی ہے کسی کو کوئی بے چینی لگی ہوئی ہے، کسی کو کوئی بے چینی لگی ہوئی ہے اور تمام بے چینیاں آرزوؤں کی ناکامی پر گواہ ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "انسان بہت آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضاء و قدر کی کس کو خبر ہے"۔ غیب سے اللہ کی تقدیر ظاہر ہو اس کو کون جانتا ہے۔ "زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی تمناؤں کا سلسلہ اور ہے قضاء و قدر کا سلسلہ اور ہے"۔ کتنی سادہ سی، دل میں اتر جانے والی حقیقت کا بیان ہے مگر یہ سادہ سی دل میں اتر جانے والی حقیقت ہمیشہ فراموش کر دی جاتی ہے یہ مصیبت ہے جو تربیت کی راہ میں حائل ہے۔ پس ایسے لوگ بڑے غور سے میرے خطبات کو سنتے ہیں کہ جھوٹ کے قریب نہیں جانا، یہ کرنا ہے وہ کرنا ہے اور واقعۃً دلی ایمان سے سر ہلاتے ہیں کہ ہاں ہم نہیں کریں گے اور واپس جاتے ہیں تو ان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ کیونکہ عادت اتنی گہری ہے جھوٹ کی کہ کسی نہ کسی موقع پر، کسی نہ کسی بہانے جھوٹ ضرور سر اٹھا لیتا ہے تو ایک جھوٹ ہی کے خلاف جہاد جو ہے بڑی محنت کو چاہتا ہے اور یہ وہ جہاد ہے جو ہر شخص کو اپنے دل میں کرنا چاہئے۔ اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باقی تحریر میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

فرماتے ہیں "وہی سچا سلسلہ ہے جو قضاء و قدر کا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں"۔ عظیم الشان ایک عرفان کا سمندر اس فقرے میں ڈوبا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ ایک سوانح وہ ہیں جو ہم دنیا میں لکھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ فلاں کی زندگی کے حالات، فلاں کی زندگی کے حالات اور ان میں بہت ہی احترام کے ساتھ، محبت کے ساتھ، مبالغے کے ساتھ اور بعض چیزوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے ایک مرحوم کا ذکر خیر ملتا ہے لیکن بلاشبہ اس کی زندگی کا وہ پہلو نہیں اچھالا جاتا جو دراصل حقیقی اندرونی پہلو ہے لورنہ اس کو اچھالنے کی کسی کو اجازت ہے۔ نہ کسی کو اس اندرونی پہلو تک رسائی ہے۔

پس اُذْکُرُوا مَوْتَاکُم کی نصیحت میں جہاں خیر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے یعنی نیکی کے ساتھ موتیٰ کا ذکر کیا کرو وہ ہم اسی پر عمل کریں گے۔ گو ہم اسی پر عمل کریں گے اور بدیاں نہیں اچھالیں گے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات اپنی جگہ اسی طرح قائم ہے کہ "خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں"۔ بہت ہی پیارا فقرہ ہے، بہت ہی دل ہلا دینے والا فقرہ ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد جتنی مرضی لوگ ہماری تعریفیں کریں اور ہمیں اٹھا کر کہیں سے کہیں پہنچا دیں مگر ہماری زندگی کے وہ راز جو بھیانک راز ہیں جن تک صرف ہماری یا ہمارے بعض عزیز ترین قریبیوں کی رسائی ہے اس پر بھی تو کوئی سوانح لکھے اگر لکھنے کی اجازت ہو تو پھر ایک اور انسان کی تصویر ابھرے گی جو نہایت بھیانک ہوگی۔ ایسی تصویر ہوگی کہ ظاہری سوانح کے مقابل پر دل بے اختیار پکاریں گے کہ یہ سوانح سچے ہیں اور وہ سوانح جھوٹے تھے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سوانح کی اشاعت کی تحریک نہیں فرما رہے، فرما رہے ہیں ان سوانح پر تم آگاہ ہو جو خدا کے ہاں سچے ہیں۔ ہر انسان کو خبر ہے ان سوانح کی۔ ہر انسان اگر چاہے تو اپنے دل میں ڈوب کر ان سوانح کی تفاصیل سے از سر نو آگاہ ہو سکتا ہے۔ از سر نو اس لئے کہ اکثر وہ جب دل میں ڈوبتا ہے تو اپنی نیکیوں کی باتیں ہی سوچتا ہے، اپنی بڑائی کے تذکرے ہی سوچتا ہے، یہی سوچتا ہے کہ مجھے دوسرے پر

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

کیا فضیلت حاصل ہے۔ پس قرآن میں جن آیات میں فضیلت کا ذکر ملا تھا وہی فضیلت ہے جو دھوکے کا موجب بھی بن جاتی ہے۔ اللہ نے تو فضیلت عطا فرمائی مگر جس کو عطا فرمائی وہ اپنی فضیلت کے تذکروں میں ہی ڈوبا رہتا ہے اور اپنے دعووں کی تلاش نہیں کرتا۔ جو سوانح خدا کے ہاں سچے ہیں وہ سوانح ایسے ہیں کہ اس کی ان تک رسائی ہو سکتی ہے کیونکہ اسی نے تو بنائے ہیں، ان سوانح کا خاکہ اسی کے اعمال ہی نے تو کھینچا ہے۔ پس اس پر غور کے بغیر کوئی سچی توبہ نصیب نہیں ہو سکتی اور کوئی سچی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔

"اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے"۔ اب دیکھ لیں کیسی پیاری بات ہے۔ یہ بتانے کے باوجود کہ خدا کے سوانح سچے ہیں ان پر عمل کرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جانتے ہیں کہ اس کے باوجود دل سوئے رہیں گے۔ اس کے تذکرے کرتے چلے جائیں، بار بار کریں، عمر بھر کریں مگر جن دلوں کی آنکھ نہیں کھلنی، نہیں کھلے گی، وہ خواب غفلت میں سوئے پڑے رہیں گے اور یہ باتیں ان کے سر کے اوپر سے گزر جائیں گی اور سمجھیں گے کہ دوسروں کے متعلق ہو رہی ہیں ہمارے متعلق نہیں ہو رہیں اور اس میں ساری جماعت جو میرے مخاطب ہے، اِلاَّ مَا شَآءَ اللّٰہ، سب کا یہی حال ہے۔ خود میرا بھی یہی حال تھا اب کم ہو چکا ہے اور دن بدن کم ہو رہا ہے مگر بسا اوقات میں اپنے آپ کو ایسی حالت میں پکڑ لیتا ہوں جہاں میں جانتا ہوں کہ میری سوچ درست نہیں تھی یعنی میرے قلبی رد عمل کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی اچھا طریق ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے توجہ پھیر دی اور پکڑ لیا کہ اچھا طریق نہیں ہے۔

تو یہ سلسلہ اصلاح زندگی بھر کا سلسلہ ہے۔ اس لئے جیسے میں آپ کے سامنے اقرار کر رہا ہوں آپ لوگوں کے سامنے نہ کریں اپنے سامنے تو کریں، اپنے خدا کے سامنے تو کریں اور ان سچے سوانح سے ایک اور حکایت اپنے دل کی، اپنی زندگی کی لکھیں جن سچے سوانح کو جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان سے صَرفِ نظر فرماتا رہا ہے۔ جب چاہتا ہلاک کر سکتا تھا لیکن اس کی رحمت اور اس کے حلم نے ہلاکت کا فیصلہ کرنے کی بجائے مہلت دینے کا فیصلہ کیا۔ پس اس مہلت سے فائدہ اٹھائیں اور جان لیں کہ یہ مہلت ہمیشہ کی مہلت نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ایسا واقعہ ہو سکتا ہے کہ قضاء و قدر کا سلسلہ ایسے وقت نازل ہو جائے کہ ابھی آپ کی تمنائیں باقی تھیں۔ ایسے وقت میں آپ کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے جس کے بعد پھر کسی اصلاح کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

فرمایا "توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کی اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کر دے"۔ یہ پچھلی ساری بیماریوں کا علاج ہے۔ "توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ اپنے نفس کی اغراض کو درمیان سے اٹھا دے"۔ اکثر لوگ توحید سے تعلق اس لئے رکھتے ہیں کہ ان کے نفس کی اغراض توحید سے تعلق رکھے بغیر پوری ہو نہیں سکتیں اور اسی حد تک ان کا تعلق رہتا ہے کہ ان کے لئے ملک عدم کی طرف لوٹنے کا وقت آجاتا ہے یا ملک عدم تو یونہی محاورہ ہے آخرت کی زندگی کی طرف لوٹنے کا وقت آجاتا ہے۔ لیکن خدا کے سچے اور پاک لوگ خصوصاً انبیاء توحید کی اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دیتے ہیں اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کر دیتے ہیں۔ یہ جو تعلق ہے یہ ہر قسم کی اصلاح کی قدرت رکھتا ہے۔

جو توحید کے لئے اپنے نفس کی اغراض کو اٹھا دے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو توحید سے متصادم اغراض ہیں ان کی کوئی بھی حیثیت نہ دیکھے۔ وہ ساری زندگی توحید کے مطابق ہو جائے گی۔ اس سے بہتر علاج ان بیماریوں کا نہیں ہے جو اس سے پہلے بیان کی جاتی رہی ہیں۔ توحید کی خاطر اپنے نفس کی اغراض کو بیچ سے اٹھا دے۔ اللہ تعالیٰ سے توحید کا تعلق مانگے اور اپنی نفسانی اغراض کی طلب نہ کرے۔ توحید باری تعالیٰ اس کی اغراض پر نگاہ رکھے گی اور جو غرض وہ پوری فرمائے گا وہی حقیقت میں ہمارے فائدے کی غرض ہوگی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کی دعا میں نے بارہا آپ کو یاد دلائی ہے، رَبِّ اِنِّی لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ، یہ نہیں کہا کہ میری یہ غرض ہے اور میری یہ غرض ہے، میری وہ غرض ہے۔ اغراض تو اس دعا میں مضمر ہیں لیکن فرمایا جو تو پسند فرمائے وہ غرضیں پوری کر دے تو اس دعا کے نتیجے میں دیکھیں آپ کو سب کچھ حاصل ہو گیا۔ دنیا بھی حاصل ہوئی اور آخرت بھی حاصل ہو گئی۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس فقرے میں یہی بات بیان فرما رہے ہیں کہ اپنے نفس کی اغراض اللہ کے تعلق میں اپنی نظر سے اٹھا دو۔ ان کو اٹھا کر ایک طرف کر دو پیچھے صرف توحید کی محبت باقی رہ جائے گی اور جب توحید کی محبت میں آپ اپنی اغراض کو ایک طرف پھینکیں گے تو اللہ آپ کی اغراض کا نگران ہو جائے گا۔ اللہ لازماً آپ کی مدد فرمائے گا۔ کُلاًّ نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَھٰٓؤُلَآءِ کا یہ مضمون بھی ہے۔ ان خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل پانے والوں کے ساتھ، ہر گروہ کے ساتھ اللہ کا ایک مدد دینے کا تعلق ہے اور مدد اس کو دے گا جو خدا کی مدد کے سوا کسی اور مدد کا سہارا ڈھونڈے ہی نہیں یہ بھی توحید کی ایک قسم ہے۔

پس بہت دعائیں کرنے والے اپنی دعاؤں کے ماحصل سے غافل ہوتے ہیں یعنی جو ان کی دعاؤں کو پھل لگنا چاہئے وہ نہیں لگتا اور ان کو نہیں پتہ چلتا کہ کیوں نہیں لگ رہا۔ کُلاًّ نُّمِدُّ ھٰٓؤُلَآءِ وَھٰٓؤُلَآءِ میں وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا کہ وہ آخرت کی سعی کرتے ہیں یعنی دنیا طلبی کا ان کے دلوں میں کوئی اشارہ تک نہیں ہوتا ان میں سے ان کی ہر قسم کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے اور ان کو مدد دیتا ہے جو مدد کے دوسرے راستے کاٹ ڈالتے ہیں۔ تو ان آیات میں جو گہرا فلسفہ ہے کہ آپ کی دعائیں کیسے مقبول ہونگی وہ کھول کر بیان فرمایا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام باتیں قرآن کریم کی آیات کی تفسیر ہی ہیں ان سے ہٹ کر نہیں۔ پس وہ آیات جو ہم روز پڑھتے چلے جاتے ہیں اور پڑھتے چلے جاتے ہیں مگر ان کے مرکزی نکتے کو نظر انداز کرتے چلے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار اس طرف نظر کو پھیرتے ہیں اور توجہ دلاتے رہتے ہیں جیسا کہ فرمایا اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے۔

یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو سادہ آدمی نہ سمجھ سکیں، جن کو سمجھنے کے لئے کسی صاحب عرفان بڑے عالم کی ضرورت ہو۔ یہ سارے وہ امور ہیں جن کا تعلیم یافتہ، غیر تعلیم یافتہ، ہوشیار اور سادہ سب سے برابر کا تعلق ہے اور سب ان کو برابر سمجھ سکتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو اسلام کی یہ تعلیم صرف چیدہ چیدہ انسانوں کے لئے ہوتی اور عوام الناس جو خدا ہی کے بندے ہیں ان پر یہ تعلیم چسپاں نہ ہو سکتی۔ مگر میرا یہ مذہب، میرا کامل یقین ہے کہ یہ تعلیمات اپنے اندر جتنی بھی گہرائیاں رکھیں ان میں ڈوبنے کے امکانات تو بہت موجود ہیں مگر اپنی سطح پر بھی وہ پیغام دے رہی ہیں جو ہماری نجات کے لئے ضروری ہے اور ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔ پس جو باتیں میں آپ سے بیان کرتا ہوں ہرگز ایسی نہیں کہ ان کو سمجھنے کے لئے عالم ہونا ضروری ہو۔ سادہ انسانی تجربوں میں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور انہی سادہ انسانی تجربوں کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مومنوں کو نصیحت فرمائی ہے۔

اب جہاں تک پرواہ نہ کرنے کا تعلق ہے وہ مضمون بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ پہلے میں نے اس مضمون سے بات شروع کی تھی جہاں بے انتہا پرواہ ہے اور اب بے پرواہی کی باتیں بھی سن لیں۔ "اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی"۔ اِن دو فقروں میں ایک ایسا آپ کو تضاد دکھائی دے گا جو اونٹ والے واقعہ سے متصادم دکھائی دیتا ہے۔ "اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی"۔ وہ بندہ، وہ گنہگار جس کا ذکر اس صحرائی اونٹ کے واقعہ میں بیان ہوا ہے اس پر آپ غور کر کے دیکھیں کہ خدا کی خوشی اس وقت ہوتی ہے جب وہ خدا کا بندہ لوٹتا ہے جیسے گمشدہ اونٹ کے لوٹنے پر اس کے مالک کو خوشی ہوتی ہے۔ جو غائب ہو جائے اس کے نتیجے میں اس کو کوئی خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ تو یہاں پرواہ کا مضمون اس طبعی محبت و اطمینان سے تعلق رکھتا ہے جس کی گویا خدا راہ دیکھ رہا ہے۔ پس یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف صالح بندوں کی پرواہ کرتا ہے اور گنہگاروں کی نہیں پرواہ کرتا۔ وہ گنہگاروں کی پرواہ ان معنوں میں کرتا ہے کہ کسی وقت تو وہ پلٹیں اور کسی وقت تو صالح بندے بننے کی کوشش کریں۔ یہ بات ہے جو اس ظاہری تضاد کو دور کرتی ہے۔ فرمایا اگر تم اس کے صالح بندے بننا چاہتے ہو ایسے بندے جن کی وہ بے حد پرواہ کرے گا تو پھر آپس میں ایک دوسرے کی پرواہ شروع کر دو۔ اگر تم آپس میں ایک دوسرے کی پرواہ نہیں کرو گے تو اللہ بھی تمہاری پرواہ چھوڑ دے گا۔ آپس میں اخوت اور محبت پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ"۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو بہلانے کے لئے ہلکی پھلکی گفتگو نہ کرو، لطائف بیان نہ کرو، یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی تحریرات اور اپنے سوانح سے مختلف ہیں۔

SATELLITE WAREHOUSE
CNN
MTV AHMADIYYA
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بسا اوقات مجالس میں، بعض دفعہ مناظروں میں بھی لطائف بیان فرمایا کرتے تھے اور آپ کی عبارت میں بھی ایک ایسی لطافت تھی جو دل کو ہلکا پھلکا کرتی ہے۔ تو تمسخر اور ہزل اور چیزیں ہیں۔ تمسخر اور ہزل میں ہمیشہ کسی دوسرے کی تخفیف مراد ہوتی ہے۔ کسی شخص کو اپنے سے ادنیٰ جاننے کے نتیجے میں، کسی شخص کو گھٹیا سمجھنے کے نتیجے میں اگر آپ کوئی مذاق کریں تو یہ ہزل اور تمسخر کی ذیل میں آئے گا۔ اس قسم کے ہزل اور تمسخر تکبر سے پیدا ہوتے ہیں اور تکبر بدترین گناہ ہے۔ پس جب بھی آپ سوسائٹی کے حالات پر غور کریں آپ کو وہاں مختلف قسم کے لطیفہ گو دکھائی دیں گے۔ بعض ایسے لطیفہ گو ہیں جو بات کی لطافت کی لذت میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں پھر ساری مجلس ہنسی سے زعفران بن جاتی ہے۔ تو کسی شخص واحد کے ذلیل ہونے کا تصور نہیں ہوتا۔ سوسائٹی میں کسی ایک پر حملہ مقصود نہیں ہوتا ایسے لطائف کو ہزل نہیں کہا جاتا لیکن کچھ لطیفہ گو ایسے ہونگے جو آپ اب غور کریں تو شناخت کر لیں گے وہ ہمیشہ ایسی بات کرتے ہیں جس سے آپ میں سے کسی بھائی کی تذلیل مراد ہوتی ہے اور وہ بڑا ہنستے ہیں کہ وہ اس قسم کا آدمی ہے، اس قسم کا آدمی ہے اور اس کے متعلق جھوٹی باتیں بھی بیان کرتے ہیں اور جھوٹی مثالیں بھی بیان کرتے ہیں اور اس معاملے میں بڑے شہرت یافتہ ہوتے ہیں کہ بڑا مزاحیہ آدمی ہے اس نے فلاں کے گنج کا ایسا مذاق اڑایا، فلاں کی غربت کا ایسا مذاق اڑایا، فلاں کی لاعلمی کا ایسا مذاق اڑایا۔ یہ لوگ ہیں جو ہزل اور تمسخر کی حد میں آتے ہیں اور بعض لوگوں کی ساری زندگی ہزل اور تمسخر کے گھیرے کے اندر صرف ہوتی ہے۔ اگر وہ میری بات سن رہے ہیں تو جب بھی وہ لطیفہ گوئی کریں اس پر غور کر کے دیکھیں کہ لطیفے کا آغاز دل کے اندر کس حصے میں اپنی جڑیں رکھتا ہے۔ اگر وہ ان کی کسی قسم کی بڑائی اور برتری اور اپنے بھائی کی تذلیل کے اس دائرے میں پیوند ہے، اس دائرے میں دبا ہوا ہے جو دل میں موجود ہوتے ہیں، مختلف دل کے دائرے ہیں کچھ یہاں، کچھ وہاں، کہیں تکبر ہے کہیں نیکی کے آثار بھی ہیں تو اس لئے میں آپ کو تفصیل سے سمجھا رہا ہوں کہ اگر تمسخر کے وقت آپ غور کر کے دیکھیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اس تمسخر کی جڑیں آپ کے دل میں کہاں واقع ہیں۔ وہاں اگر نیکی اور بھلائی ہو، اگر محض لطافت ہو، اپنے ماحول کو خوشگوار بنانا مقصود ہو اور کسی اور کی برائی مقصود نہ ہو تو یہ ہرگز ہزل اور تمسخر نہیں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو اجازت نہیں دیتے۔

فرماتے ہیں، تمسخر کی اب تعریف دیکھ لیں۔ تمسخر میں جھوٹ کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ لازم ہے کہ کچھ نہ کچھ جھوٹ تمسخر میں ضرور شامل ہو اس لئے انبیاء کے ساتھ غیر سوسائٹی کا جو سلوک ہے اس کو قرآن کریم نے تمسخر کے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں، اب تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر جس کو معمولی سمجھا گیا اگر اس میں جھوٹ کا عنصر شامل ہے تو یہ پودا اکھیڑا جائے گا اور شجرہ خبیثہ کی طرح ادھر ادھر تمام دنیا میں یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہے گا اور اس کی زندگی کا پانی سوکھ جائے گا اس ہواؤں کے ذریعے اس طرف سے ادھر لے جائے جانے والے پودے میں رفتہ رفتہ کوئی جان بھی باقی نہیں رہے گی اور یہ وہ باتیں ہیں جو آپ میں سے ہر ایک کو سمجھنی ہیں، لازماً سمجھنی ہیں اور لازماً سمجھ سکتے ہیں۔ موٹی، معمولی عقل کا انسان بھی ان باتوں کو سمجھ سکتا ہے کہ جب بھی اس کی طبیعت مذاق کی طرف مائل ہو اپنے دل کو ٹٹولے اور دیکھے کہ یہ مذاق دل کے کس حصے میں پیوستہ ہے۔ وہ دل کا Soil یعنی وہ سرزمین دل کی جہاں یہ پیوستہ ہے وہ اگر پاک اور صاف ہے اور اس میں گندے پودے کے اگنے کی گنجائش نہیں ہے تو پھر آپ فائز ہیں۔ آپ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فوز عظیم کی خوشخبری دیتا ہے ورنہ ضرور آپ نے اکھڑنا ہے اور اکھڑ کے بالآخر موت کی طرف آپ کا سفر شروع ہو جائے گا۔ فرمایا "تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے"۔ میں نے بہت گہری نظر سے ایسے لوگوں کا مطالعہ کیا ہے سو فیصد درست بات ہے کہ اس قسم کے تمسخر میں مبتلا لوگ پھر اپنی نیکی کی حالت پہ کبھی بھی قائم نہیں رہتے۔ پہلی جگہ سے اکھڑتے ہوئے دوسری جگہ چلتے چلے جاتے ہیں جہاں موت ان کا انتظار کرتی ہے۔

اس کا علاج کیا ہے؟ "آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آیا کرو"۔ اب یہ جو روزمرہ کی عزت ہے یہ دل کی صفائی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ بعض دفعہ تمسخر کرنے والے بھی ایک عزت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم عزت سے پیش آ رہے ہیں کسی آدمی کو چھوٹا دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں آؤ بادشاہو بیٹھو ایتھے۔ 'بادشاہو' کہہ کر بظاہر عزت کرتے ہیں اور حقیقت میں سخت تذلیل کرتے ہیں۔ کسی غریب آدمی کو (کہتے ہیں) سیٹھ صاحب تشریف لائیے۔ اور وہ کہتے ہیں ہم نے تو سیٹھ ہی کہا ہے نا۔ لیکن مراد یہ ہے کہ یہ شخص اتنا غریب اور بے کار ہے کہ سیٹھ کا بالکل Opposite ہے۔ پس بظاہر اس کی عزت ہوئی ہے سیٹھ کہہ کر مگر اس سے زیادہ تکلیف دہ خنجر اس کے دل میں نہیں گھونپا جا سکتا۔ اس کو غریب کہہ دیتے تو اس کو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ اگر غریب کو سیٹھ کہا جائے تو اس کو اپنی غربت یاد آ جاتی ہے اور برے رنگ میں یاد آتی ہے، تکلیف پہنچاتی ہے۔

پس چونکہ اب وقت ہو چکا ہے میں اس مضمون کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ یہ مضمون انشاء اللہ جاری رہیں گے اور میری کوشش ہو گی کہ جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لے۔ پس آج کی یہ بڑی خوشخبری ہے کہ جماعت سویڈن نے ایک کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس تصور کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لے۔ تو یہ دعا ہے کہ اب ہمیشہ اس بات پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں اور موت تک کبھی ان نیکیوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیں جو نیکیاں اختیار کرنے کا آج وہ عزم کر چکے ہیں۔ اور اس مجلس میں جو وہاں قائم کی جائے گی میری نمائندگی کے زیر صدارت اس میں دوبارہ اس عہد کو دہرا لیا جائے گا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

☆......☆......☆......☆......☆

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

ایک کہانی جو حقیقت بن گئی

یہ زمانہ انتشار علوم کا ہے جس کی قرآن کریم میں واضح خبر دی گئی تھی چنانچہ کتابوں اور رسالوں کی کثرت جو آجکل ہے وہ پہلے کس نے کب سنی تھی۔ زمین اپنے پوشیدہ خزانے اگل رہی ہے اور آسمان کی تو گویا کھال اتاری جا رہی ہے۔ سائنسی ناول افسانے اور کارٹون حقیقت کا روپ دھار رہے ہیں نئے نئے علوم کا انکشاف ہو رہا ہے اور اس تیزی سے وقوع میں آ رہا ہے کہ اُن کی طرف ایک اچٹتی نگاہ ڈالنے والا بھی حیرت سے پوچھتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بس وہی کچھ ہو رہا ہے جس کے لئے اہل زمین کے دل و دماغ میں تیز تیز اشارے وصول ہو رہے ہیں۔

۱۹۳۱ء میں ایک امریکن کارٹونسٹ نے ڈِرک ٹریسی کے نام سے کارٹونوں کا سلسلہ بنایا۔ کارٹون میں ڈِک کو اپنے بازو پر ایک گھڑی کے سائز کا موبائل فون باندھے ہوئے دکھایا تھا جو گویا ریڈیو ٹرانسمیٹر بھی تھا اور ریسیور بھی) اس سے وہ باتیں کرتا بھی تھا اور سنتا بھی تھا۔ اب ۶۷ سالوں کے بعد جاپان کی ایک کمپنی NTT نے واقعی گھڑی کے سائز کا کلائی پر باندھنے والا موبائل فون نہ صرف بنا لیا ہے بلکہ وسط فروری ۱۹۹۸ء میں ناگانو جاپان میں منعقدہ ونٹر اولمپک کی انتظامیہ کمیٹی کو استعمال کے لئے مہیا بھی کر دیا ہے۔ اس کا وزن ۴۰ گرام یعنی تقریباً ۴۴ء۳ تولے ہے۔ اس میں وہ بات ہے جو کارٹونسٹ کو بھی نہ سوجھی تھی یعنی فون کے نمبر بھی ڈائل نہیں کرتے بلکہ اس کے اندر آواز پہچاننے والا کمپیوٹر لگا ہے۔ صرف نمبر بول دیجئے اور وہ خود ہی آپ کے لئے ڈائل بھی کر دے گا۔ شور بھی ہو تو منہ کے قریب لے جا کر فون نمبر بول دیجئے باقی کام فون خود کر لے گا۔ اس کی بیٹری ۱۰۰ گھنٹے تک کام کر سکتی ہے اور ایک گھنٹہ تک بات چیت کی جا سکتی ہے۔ پھر ریچارج کر لیں۔ امید ہے دو سال تک یہ موبائل فون بازار میں آ جائے گا اور ۲۰۰۰ء میں سڈنی میں جو اولمپک گیمز ہو رہی ہیں اس میں کھلاڑیوں کو یہ فون مہیا کئے جا سکیں گے۔

جاپان ہی کی ایک کمپنی ایسا ٹیلی ویژن ایجاد کر رہی ہے جو تصویر کے فریم کی طرح دیوار پر لٹکایا جا سکے گا۔ چلو یہ جھنجھٹ بھی ختم ہوا کہ ٹی وی کس نکڑ میں رکھنا ہے۔

امریکہ کا ادارہ ناسا سال ۲۰۰۱ء، ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۵ء میں سڈنی میں مریخ سے وہاں کی مٹی وغیرہ لانے کے لئے مشن روانہ کرے گا اور ان کو علیحدہ لیبارٹری میں رکھا جائے گا اور یہ معائنہ کیا جائے گا کہ آیا مریخ پر زندہ آرگانزم (Organism) یا نامیاتی وجود موجود ہیں یا نہیں۔

جسم کا دفاعی نظام شدید درد بھی پیدا کر سکتا ہے اور اس کو بلاک کر کے درد کو ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹروں کے لئے یہ غیر متوقع دریافت تھی کہ جسم کے دفاعی نظام کے خلیات (Immune System Cells) جن کو Cytokines کہا جاتا ہے وہ اگر جسم میں پیدا ہو جائیں تو بغیر چوٹ کے بھی درد شروع کر سکتے ہیں جس سے انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم ان Cells کو بلاک کر دیں تو درد ختم بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ چوہوں پر اس کے تجربات کئے گئے اور اس کے نتیجہ میں شدید درد کو روکنے کے لئے دواؤں کا ایک نیا سلسلہ وجود میں آنے والا ہے۔

دفاعی نظام کے یہ Cells وہ ہیں جو چوٹ کے مقام پر سوجن پیدا کرتے ہیں تا کہ چوٹ کے ٹھیک ہونے میں مدد ملے اب تک یہ پتہ نہیں تھا کو ان کا سنٹرل نروس سسٹم کے ساتھ بھی کوئی تعلق (Link) ہے۔ لیکن ڈارمتھ میڈیکل سکول کی Prof. Deleo نے پتہ لگایا کہ ان Cells کی بعض اقسام مضروب پٹھے (Damaged Nerve) اور سنٹرل نروس سسٹم دونوں میں چوٹ کے وقت تعداد میں بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ گویا جو چیز مضروب حصے کی مدد کے لئے اٹھتی تھی وہ اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ بذات خود تکلیف اور درد کا موجب بن گئی۔

اگر خدانخواستہ حادثہ یا آپریشن کے نتیجہ میں کوئی پٹھہ کچلا جائے تو اتنی شدید درد پیدا ہوتی ہے کہ ہوا کا جھونکا بھی برداشت نہیں ہوتا ایک پر بھی درد کے مقام پر لگ جائے تو آدمی درد سے تڑپ اٹھتا ہے اور پھر یہ درد دس دس سال تک چلتی ہے اور کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔ آدمی نہ کھا پی سکتا ہے نہ سو سکتا ہے نہ کوئی کام کاج کر سکتا ہے۔

اب چوہوں پر جو تجربات کئے گئے ہیں ان کے مطابق اگر دفاعی نظام کے ان مخصوص Cells کو بند کر دیا جائے تو درد کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں فلاڈلفیا (امریکہ) میں American Association for Advancement of Science کے سالانہ اجلاس میں یہ خوشخبری سنائی گئی کہ ہم ایسے درد کے لئے نئی دوا بنانے کے کنارے پر پہنچ چکے ہیں۔ (سڈنی ہیرلڈ ۱۴.۲.۸۹)

اللہ کرے یہ دوا جلدی بازار میں آ جائے اور درد سے بیتاب مریض اس سے فائدہ اٹھائیں۔

☆......☆......☆

بقیہ: تصدیق براہین احمدیہ از صفحہ نمبر ۴

مختلف گناہ کر کے مختلف سزاؤں کا مستحق ہو تو بطور آریہ۔ہاں دیانندی پنتھ کے یک دم وہ تمام جونیں بھگت لے جن کا وہ مستحق ہے۔کیونکہ دیانندی پنتھ کے نزدیک تناسخ ہی سزا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ معاصی پر مسخ ہو کر انسان حیوان نہیں بن جاتا"۔ (صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴)

سورۃ النجم کی پر معارف تفسیر

اس کتاب کے صفحہ ۱۲۸ سے ۱۳۷ تک حضور نے سورۃ النجم کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے افضل اور اعلیٰ مقام کی ایسی خوبصورت تفسیر بیان فرمائی ہے کہ وہی سورۃ جس کی طرف مکذب نے شیطانی عمل دخل کا اعتراض کیا تھا وہاں خدائے علیم و حکیم کے علم و معرفت کے خزانے نکل رہے ہیں۔ جس کا بیان ان صفحات میں پڑھنے کے لائق ہے۔

غیر مذہب والوں کی کتب جلانے کا الزام اور اس کا رد

مکذب نے اپنے مذہب کی بعض کمزوریوں کو چھپانے کے لئے ایک الزام یہ دیا کہ ہمارے مذہب کی کتابیں گو بہت قدیم ہیں لیکن ظاہر اس لئے نہیں کی گئی تھیں کہ "اہل اسلام سے چھپانے کا یہ مطلب تھا کہ وہ تعصب اور جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے"۔ اور پھر اسکندریہ کے کتب خانے کا ذکر کیا ہے۔ اس اعتراض میں اس کا جھوٹ اور تمسخر قابل غور ہے اور تاریخ سے جہالت تو ایک معمولی طالب علم بھی جان سکتا ہے۔ حضور نے اس تعصب اور جہالت پر مبنی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مسلمہ کتب تاریخ سے اس کے اس الزام کو غلط ثابت کرتے ہوئے فرمایا:

"اول اگر اسلام کے عادات میں یہ ہوتا تو اسلام والے پھر خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد سعادت مہد میں یہود اور عیسائیوں کی پاک کتابوں کو جلاتے کیونکہ وہی دونوں مذہب ہاں پاک کتابوں والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تھے۔ پھر مجوس پر اسلام کا پورا تسلط ہوا۔ مگر کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ اسلام نے ان کی کتابیں جلائیں۔ اگر یہ فعل اسلام یا خلفاء اسلام کا داب (یعنی طریق۔ ناقل) ہوتا تو اس کے ارتکاب کے اسباب ہمیشہ اسلام میں موجود تھے اور اسلام کا کوئی مانع نہ تھا۔

دوم اگر مذہبی وغیرہ کتابوں کا جلانا اسلامی بادشاہوں اور عوام اسلام کا کام ہوتا تو یونانی فلسفہ، یونانی طب، یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے۔

سوم اگر کتابوں کا جلانا، اسلامی لوگ اختیار کرتے تو ضرور تھا کہ مکذب براہین اپنے ملک سے کوئی نظیر دیتے اور انہیں اسکندریہ میں سمندر پار نہ جانا پڑتا۔

چہارم سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندوستان میں سلطنت کی اور اس عرصہ میں بھاگوت، رامائن، گیتا، مہابھارت اور ان کے مثل لنگ پران، مارکنڈی مشہور کتابیں جو آج تک مذہبی کتابیں اور مقدس پستک یقین کی جاتی ہیں کسی کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہنچی بلکہ ان کتابوں میں سے بعض کے ترجمے ہوئے۔ پس تعجب آتا ہے؟ کہ ان ہندوؤں نے کیونکر سمجھ لیا کہ مسلمان ان کی پستکوں کو جلاتے ہیں انصاف سے سوچو"۔ (صفحہ ۱۶۰)

قرآن کریم کے مضامین

مکذب نے یہ اعتراض کیا تھا کہ قرآن مجید میں کچھ لوگوں یعنی نبیوں کے قصوں اور کہانیوں کا ذکر ہے۔ جنت دوزخ اور نکاح شادی اور حلال و حرام اور قربانی وغیرہ کے مسائل نکال کر باقی رہ کیا جاتا ہے۔ کونسی اعلیٰ تعلیم ہے جس پر فخر کر رہے ہیں۔ حضور اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس سمجھدار کو اتنی بھی خبر نہیں کہ حرام و حلال کی بحث اور خیرات اور زکوٰۃ کا حکم قصہ کہانیوں میں داخل ہیں یا سچی تعلیمات ہیں؟ پھر یہ خبر نہیں کہ ان پاک قصوں میں کس قدر صداقتیں بھری ہوئی ہیں۔ بہرحال ان قصہ کہانیوں کے سوا جو کچھ صداقتیں اور پاک تعلیمات قرآن کریم میں ہیں ان کے لئے کئی مجلد بھی کفایت نہیں کر سکتیں اس لئے کہ قرآن کریم ان تمام حقہ تعلیمات و علوم کا مجموعہ ہے جن کی ضرورت ہم کو لاحق ہے یا ہو گی۔ کیا سچ کہا ہے جس نے کہا "جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرجال......"۔ (صفحہ ۱۶۴)

اور پھر اس تسلسل میں قرآن کریم کے کچھ مضامین کا اجمالی تذکرہ کیا ہے کہ وید تو وید تمام کتب سابقہ حیرت و استعجاب اور احساس کمتری کے سمندر میں ڈوب ڈوب جائیں۔ آپ نے قرآن میں موجود ان تمام مضامین کا ذکر کرتے ہوئے درج ذیل اہم مضامین کا تذکرہ فرمایا:

(۱) باری تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید کا بیان، (۲) باری تعالیٰ کے وجود اور توحید کے دلائل، (۳) شرک کا ابطال، (۴) معبودان باطلہ کا رد، (۵) اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان، (۶) الٰہی عبادت کی تاکید، (۷) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دلیل، (۸) اخلاق فاضلہ کی تعلیم، (۹) سیاست مدن کے اصول، (۱۰) جمہوری سلطنت کی بناء اور مسلمانوں کی صفات، (۱۱) بغاوت کی ممانعت، (۱۲) باہمی معاملات و اصول تمدن کا بیان، (۱۳) اپنے لوگوں اور غیر قوموں سے تعلقات، (۱۴) مومنین کی صفات کا بیان، (۱۵) تعلیم اور تنظیم اور علم کی ترقی، (۱۶) یتامیٰ کے حقوق کا بیان، (۱۷) کورٹ آف وارڈس اور حجر کا قانون، (۱۸) غلامی کی رسم کا خاتمہ، (۱۹) احسان عام کہ کل دنیا میں نبیوں کی آمد اور تمام مذاہب کا احترام وغیرہ، (۲۰) عیاشی سے نفرت کی تعلیم، (۲۱) اسراف، حق تلفی اور غرور کی ممانعت وغیرہ۔

ضرورت قرآن

مکذب نے دعویٰ کیا کہ کونسی ایسی عمدہ بات قرآن نے کی ہے کہ جو وید میں نہ ہو۔ اس کا جواب حضور نے اس کتاب میں لکھ کر معترض کو لاجواب کیا ہے لیکن اس کی چالاکی اور کاسہ لیسی کا بھانڈا بھی ساتھ پھوڑ دیا کہ لیکھرام کا یہ اعتراض دراصل مصنف تکذیب کی تحقیق اور علمی کمال کا ماحصل نہیں بلکہ ایک پادری صاحب نے رسالہ لکھا تھا "عدم ضرورت قرآن" وہ اعتراضات وہاں سے دیکھ کر لیکھرام نے اپنی کتاب میں جڑ دئے۔

اور پھر آپ نے آٹھ زبردست دلائل سے قرآن کی ضرورت کو ثابت کیا۔ یہ مضمون تصدیق کے صفحہ ۱۸۸ سے ۲۰۳ تک حق کے متلاشیوں اور معرفت کے پیاسوں کی سیرابی کے سامان کر رہا ہے۔ اور ان کی منزل کے سفر کو آسان کئے ہوئے ہے۔ اس کے علاوہ لاتعداد چھوٹے چھوٹے اعتراضات کا بہت ہی اعلیٰ انداز میں کیا علمی اور نقلی اور کیا عقلی ایسے دلنشین انداز میں ان کا جواب دیا ہے کہ شوخ چشم شرمندہ ہوتا ہے اور حق کو چاہنے والا بلا روک ٹوک حق کے قریب ہو جاتا ہے۔ معرفت کی قسما قسم کی خوشبو اس کے تعصب اور نفرت کے احساسات کو مسرت اور فرحت میں بدل دیتی ہے اور علم کا نور اس کی جہالت اور کم علمی کی تاریکی کو دور کرتے کرتے مصنف کی خداداد فراست

آتا ہے نظر تاروں میں مہتاب علیحدہ
ہر پہلو سے ہے وہ دُرِّ نایاب علیحدہ
اب چارہ گری کوششِ ناکام رہے گی
اس مرتبہ ہیں درد کے اسباب علیحدہ
معلوم ہے جو تیری نگاہوں کا ہدف ہے
رکھی ہے وہ شے نادر و نایاب علیحدہ
جو کچھ بھی میسر تھا وہ سب بانٹ رہے ہیں
رکھے نہیں اپنے لئے کچھ خواب علیحدہ
ترتیب سے رکھتی نہیں یادیں کبھی، لیکن
باندھا ہے ترے نام کا اک باب علیحدہ
حرفوں کے بدن ٹوٹے ہیں اُس شب کی دکھن سے
جو یاد میں گزری شبِ مہتاب علیحدہ

(امتہ الباری ناصر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

فساد کرنے والوں سے ہوتا ہے یا متقیوں سے وہ سلوک کرے جو فاجروں سے کیا جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایسے لوگ جو فاسدانہ خیالات کی پیروی کرتے ہیں وہ لازماً دہریت تک پہنچتے ہیں اور پھر وہ بہت جلد ہلاک کئے جاتے ہیں اور ایسے بد بختوں کا اس کے سوا کوئی اور انجام نہیں ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالے سے مختلف نصائح پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خیالی فلسفہ ایک ابلیس ہے۔ ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو۔ جس کا دل غریب اور مسکین نہیں ہے وہ کبھی بھی سچائی کو پا نہیں سکتا۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات کے حوالہ سے آسمانی نور کے عطا ہونے کے مضمون کی وضاحت فرمائی اور بتایا کہ وہ جب اترتا ہے تو آسمانی نشانات کے ساتھ دل کو یقین سے بھر دیتا ہے اور اس نور کی ہر ایک کو ضرورت ہے کیونکہ جسے شبہات سے نجات نہیں اس کو عذاب سے بھی نجات نہیں۔ جو شخص اس دنیا میں خدا کو دیکھنے سے بے نصیب ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اٹھایا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر سچی جستجو ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور مل جاتا ہے۔ اپنے نفس کی سچی شناخت سے نور اترا کرتا ہے۔ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے سچائی کے نور سے اپنے نفس کو دیکھے۔ جب دیکھے گا تو ایک روشنی پیدا ہو گی اور اللہ تعالیٰ وہاں وہ نور اتارے گا جس کی روشنی سے بدیاں دور ہونی شروع ہو جائیں گی۔

حضور نے بتایا کہ فرضی تجویزیں اور خیالی منصوبے کچھ کام نہیں دے سکتے۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ پر بہت زور دیا ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ اپنے خطرے کے مقامات سے آگاہی نصیب ہو۔ اس کے لئے سب سے اول دل میں انکسار، صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔ انکساری کے بغیر ہدایت کا سفر شروع ہی نہیں ہو سکتا۔

☆......☆......☆

اور اعلیٰ درجہ کا تقویٰ اور تعلق باللہ اس کتاب کے پڑھنے والے کو قرآن، آنحضرت ﷺ اور اپنے خالق و مالک حقیقی کے جوئے کے نیچے لے آتا ہے۔ اور یوں یہ ۲۱۶ صفحات کی کتاب ختم ہوتی ہے۔ اس طرح کہ کتاب تو ختم ہوتی ہے لیکن جو بھی تعصب سے دور ہو کر اس کتاب کو پڑھتا ہے نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کرتا ہے اس کا علم و معرفت کا سفر یہاں سے شروع ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے پیاروں کی طرف اس کو کشاں کشاں لئے چلا جاتا ہے۔ اس کتاب کے آخر پر حضرت سید حامد شاہ صاحب کی ایک نظم ہے جو کہ اکیس اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں اس کتاب کے مضامین کی اہمیت و افادیت کا بیان ہے۔ اور ایک زائد خوبی یا شاعر کا کمال یہ بھی ہے کہ ہر شعر کے ابتدائی ایک ایک حرف کے اعداد کا مجموعہ ۱۸۹۰ء بنتا ہے۔ جو کہ اس کتاب کی تاریخ تصنیف ہے۔ چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

پکارو چوٹ ڈنکے کی عزیزو
سنا دو سب کو جو پیر و جواں ہے
کہ پہلی جلد تصدیق البراہین
نکل کر رہنمائی گمرہاں ہے
مکذب ہیں کہاں تصدیق دیکھیں
ذرا جاگیں کہ سونے میں زیاں ہے
صداقت منصفوں سے داد لے گی
عجب تصدیق کا طرز بیاں ہے

اور آخر پر اس مضمون کا اختتام ایک بار پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت اور دعا پر کرتا ہوں کہ "طوبی لمن حصلها و عرفها و قراها بامعان النظر......" اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی اس نصیحت پر عمل کرنے کی اور اس خوشخبری اور مبارک کو حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(بشکریہ ماہنامہ خالد، ربوہ۔ مارچ ۱۹۹۸ء)

☆......☆......☆

اسماء المہدی علیہ السلام

(بشیر احمد قمر شاہد۔ مربی سلسلہ)

جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مختلف الہامات میں بہت سے ناموں سے نوازا تھا۔ یہ کثرت اسماء آپ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ خود حضور علیہ السلام نے اپنی تحریرات میں ان ناموں کی جو حکمت بیان فرمائی ہے وہ ہدیہ قارئین ہے :۔

آریوں کا بادشاہ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

"بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔ ایسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں۔ مگر معنی روحانی ہوتے ہیں۔ سو میں اس تصدیق کے لئے کہ وہی کرشن آریوں کا بادشاہ میں ہوں۔ دہلی کے ایک اشتہار کو جو بالکند نام ایک پنڈت نے ان دنوں شائع کیا ہے مع ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت بھی کرشن لوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں اس کے آنے کے منتظر ہیں۔ گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے۔ مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ مجھے شناخت کرلیں گے کیونکہ خدا کا ہاتھ انہیں دکھائے گا کہ آنے والا یہی ہے"۔(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۲،۵۲۳)

ابراھیم

"میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے۔ جیساکہ فرمایا سلام علیك یا ابراھیم۔ یعنی ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے"۔

"اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرمایا ہے سبحان اللہ زاد مجدك و ینقطع ابآئك و یبدء منك ۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ وہ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع کر دے گا اور ابتداء خاندان کا تجھ سے کرے گا۔ ابراہیم سے خدا کی محبت ایسی صاف تھی جو اس نے اس کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے کام دکھلائے اور غم کے وقت اس نے ابراہیم کو خود تسلی دی"۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۴–۱۱۵)

"واتخذوا من مقام ابراهیم مصلّیٰ۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا ہے تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ۔ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونے پر اپنے تئیں بناؤ............ یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۶۸،۶۹)

ابن رسول اللہ

"اِنّی مَعَكَ یَا ابنَ رَسُولِ اللّٰہ۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علیٰ دِینٍ واحِدٍ۔ اے رسول اللہ کے بیٹے میں تیرے ساتھ ہوں۔ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں دین واحد پر جمع کرو"۔

(تذکرہ طبع اول صفحہ ۵۲۷)

"آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین ٹھہرایا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے ہیں۔ اور اب کمالِ نبوت صرف اس شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا۔ اور اس طرح پر وہ آنحضرت ﷺ کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا"۔(ریویو برمباحثہ بٹالوی و چکڑالوی روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۴)

"یہ امر جو ہے کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو علیٰ دینٍ واحدٍ یہ ایک خاص قسم کا امر ہے۔ احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، خون نہ کرو وغیرہ۔ اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض ایسے بھی ہونگے جو اس کی خلاف ورزی کریں گے جیسے یہود کو کہا گیا کہ توریت کو محرف و مبدل نہ کرنا۔ یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غرض یہ امر شرعی ہے۔ اور یہ اصطلاح شریعت ہے۔

دوسرا امر کونی ہے۔ اور یہ احکام اور امر قضا و قدر کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ جیسے قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا ۔ اور وہ پورے طور پر وقوع میں آگیا۔ اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے۔ یہ بھی اس قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ مسلمانانِ روئے زمین علی دین واحد جمع ہوں اور ہو کر رہیں گے۔ ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں کوئی کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رہے۔ اختلاف بھی رہے گا۔ وہ ایسا ہوگا جو قابل ذکر اور قابل لحاظ نہیں"۔

(تذکرہ طبع دوم صفحہ ۵۷۱)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام اپنی تصنیف "اعجاز احمدی" میں ابن رسول اللہؐ ہونے کی حقیقت اپنے منظوم کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں :۔

وَ اِنّیَ وَرِثْتُ المَالَ مالَ مُحَمَّدٍ
وَ مَا اَنَا اِلاَّ آلُہُ المُتَخَیَّرُ
وَ کَیفَ وَرِثْتُ وَ لَسْتُ مِنْ اَبْنَاءِ ہٖ
فَفکّرَ وَ ھَلْ فِی حِزْبِکُم مُتَفَکِّرُ
اَتزْعُمُ اَنّ رَسُولَنَا سَیِّدَالوَرَیٰ
عَلیٰ زَغْمِ شَانِئِہٖ تُوُفّی اَبْتَرُ
فَلَا وَالَّذِی خَلَقَ السَّمَاءَ لِاَجْلِہٖ
لَہٗ مِثْلُنَا وُلْدٌ اِلیٰ یَوْمِ یُعْثَرُ

۱...... میں محمد رسول اللہ کا وارث کیا گیا ہوں۔ میں آپ کی آل برگزیدہ ہوں۔

۲...... میں کیونکر آپ کا وارث بنایا گیا۔ حالانکہ میں آپ کی اولاد سے نہیں ہوں۔

۳...... کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسولؐ نے جو تمام مخلوق کے سردار ہیں بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیساکہ آپ کا دشمن خیال کرتا ہے۔

۴...... مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے اس کی خاطر آسمان بنایا۔ ایسا ہرگز نہیں ۔ بلکہ ہمارے نبی کے لئے میری طرح کے اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہونگے۔

ابن مریم

ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کار زار

ابن مریم نام رکھنے میں حکمت

☆......"چونکہ مقدر تھا کہ آخری زمانہ میں نصاریٰ اور یہود کے خیالات باطلہ زہر ہلاہل کی طرح تمام دنیا میں سرایت کر جائیں گے اور نہ ایک راہ سے بلکہ ہزاروں راہوں سے ان کا بد اثر لوگوں پر پہنچے گا۔ اور اس زمانہ کے لئے پہلے سے احادیث میں خبر دی گئی تھی کہ عیسائیت اور یہودیت کی بری خصلتیں یہاں تک غلبہ کریں گی کہ مسلمانوں پر بھی اس کا سخت اثر ہوگا۔ مسلمانوں کا طریقہ، مسلمانوں کا شعار، مسلمانوں کی وضع بکلی یہود و نصاریٰ سے مشابہ ہو جائیگی۔ اور جو عادتیں یہود اور نصاریٰ کو پہلے ہلاک کرچکی ہیں وہی عادتیں اسباب تاثر کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں میں آجائیں گی۔

یہ اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب عیسائی سوسائٹی جو یہودیت کی صفتیں بھی اپنے اندر رکھتی ہے عام طور پر مسلمانوں کے خیالات ، مسلمانوں کی عادات، مسلمانوں کے لباس، مسلمانوں کے طرز معاشرت پر اپنے جذبات کا اثر ڈالے۔ سو دراصل وہ یہی زمانہ ہے جس سے روحانیت بکلی دور کر دی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اس زمانہ کے لئے کوئی ایسا مصلح بھیجے جو یہودیت اور عیسائیت کی زہرناک خصلتوں کو مسلمانوں سے مٹادے۔ پس اس نے ایک مصلح ابن مریم کے نام پر بھیج دیا تا معلوم ہو کہ جن کی طرف وہ بھیجا گیا ہے وہ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ہو چکے ہیں۔

سو جہاں یہ لکھا ہے کہ تم میں ابن مریم اترے گا وہاں صریح اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت تمہاری ایسی حالت ہوگی جیسی مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونے کے وقت یہودیوں کی حالت تھی بلکہ یہ لفظ اسی اشارہ کی غرض سے اختیار کیا گیا ہے۔ تا ہر یک کو خیال آجائے کہ خدائے تعالیٰ نے پہلے ان مسلمانوں کو جن میں ابن مریم کے اترنے کا وعدہ دیا تھا یہودی ٹھہرالیا ہے"۔

☆......"احادیث نبویہ کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے جو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم آخری زمانہ میں یہودیوں کی طرح چال چلن خراب کردو گے تو تمہارے درست کرنے کے لئے عیسیٰ ابن مریم آئے گا۔ یعنی جب تم اپنی شرارتوں کی وجہ سے یہودی بن جاؤ گے تو میں بھی عیسیٰ ابن مریم کسی کو بناکر تمہاری طرف بھیجوں گا"۔

☆......"عیسیٰ بن مریم کے آنے سے مقصود یہ ہے کہ جب عقل کی بد استعمالی سے دنیا کے لوگ یہودیوں کے رنگ پر ہو جائیں گے اور روحانیت اور حقیقت کو چھوڑ دیں گے اور خدا پرستی اور حب الٰہی دلوں سے اٹھ جائے گی تو اس وقت وہ لوگ اپنی روحانی اصلاح کے لئے ایک ایسے مصلح کے محتاج ہونگے جو روح اور حقیقت اور حقیقی نیکی کی طرف ان کو توجہ دلاوے اور جنگ اور لڑائیوں سے کچھ واسطہ نہ رکھے اور یہ منصب مسیح ابن مریم کے لئے مسلّم ہے۔ کیونکہ وہ خاص ایسے کام کے لئے آیا تھا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ آنے والے کا نام درحقیقت عیسیٰ بن مریم ہی ہو۔ بلکہ احادیث کا مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک قطعی طور پر اس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہے۔ جیسے یہودیوں کے نام خدا تعالیٰ نے بندر اور سؤر رکھے اور فرمایا وجعل منھم القردۃ والخنازیر ۔ ایسا ہی اس نے اس امت کے مفسد طبع لوگوں کو یہودی ٹھہرا کر اس عاجز کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا اور اپنے الہام میں فرما دیا جعلناك المسیح ابن مریم.-(ازالہ اوھام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۷تا ۴۰۹)

☆......"میں کہہ چکا ہوں کہ میں اس امت کی اصلاح کے لئے ابن مریم ہو کر آیا ہوں کہ جیسے کہ حضرت مسیح ابن مریم یہودیوں کی اصلاح کے لئے آئے تھے میں اسی وجہ سے تو ان کا مثیل ہوں کہ مجھے وہی اور اسی طرز کا کام سپرد ہوا ہے جیساکہ انہیں سپرد ہوا تھا۔ مسیح نے ظہور فرما کر یہودیوں کو بہت سی غلطیوں اور بے بنیاد خیالات سے رہائی دی تھی منجملہ اس کے ایک یہ بھی تھا کہ یہودی ایلیا نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کی ایسی ہی امید باندھے بیٹھے تھے جیسے آجکل مسلمان مسیح ابن مریم رسول اللہ کے دوبارہ آنے کی امید باندھے بیٹھے ہیں سو مسیح نے یہ کہہ کر کہ ایلیا نبی اب آسمان سے اتر نہیں سکتا زکریا کا بیٹا یحییٰ ایلیا ہے جس نے قبول کرنا ہے کرے۔ اس پرانی غلطی کو دور کیا اور یہودیوں کی زبان سے اپنے تئیں ملحد اور کتابوں سے پھرا ہوا کہلایا۔ مگر جو سچ تھا ظاہر کر دیا۔ یہی حال اس کے مثیل کا بھی ہوا۔ اور حضرت مسیح کی طرح اس کو بھی ملحد کا خطاب دیا گیا............"۔

☆......"اس باریک نکتہ کو یاد رکھو کہ مسلمانوں کو یہ کیوں خوشخبری دی گئی کہ تم میں مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ دراصل اس میں بھید یہ ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ مثیل موسیٰ ہیں اور یہ امت محمدیہ مثیل امت بنی اسرائیل ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں یہ امت ایسی بگڑ جائے گی جیسے یہودی اپنے آخری وقت میں بگڑ گئے تھے۔ اور حقیقی نیکی اور حقیقی سچائی اور حقیقی ایمانداری ان میں سے اٹھ گئی تھی اور نکمے اور بے اصل جھگڑے ان میں برپا ہو گئے تھے اور ایمانی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی اور فرمایا کہ تم تمام وہی کام کرو گے جو یہودیوں نے کئے یہاں تک کہ اگر یہودی سوسمار کے سوراخ میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی اسی سوراخ میں داخل ہوگے۔ یعنی پورے پورے یہودی ہو جاؤ گے اور چونکہ یہودیوں کی اس تباہ حالت میں خدا تعالیٰ نے انہیں فراموش نہیں کیا تھا بلکہ ان کے اخلاق و اعمال کو درست کرنے کے لئے اور ان غلطیوں کی اصلاح کرنے کی غرض سے مسیح ابن مریم کو انہی میں سے بھیجا تھا۔ لہٰذا اس امت کو بھی بشارت دی گئی کہ جب تمہاری حالت بھی ان سخت دل یہودیوں کے موافق ہو جائے گی اور تم بھی ظاہر پرست اور بد چلن ہو جاؤ گے اور تمہارے فقراء اور علماء اور دنیاداروں میں اپنی اپنی طرز پر مکاری اور بد چلنی پھیل جائے گی اور وہ شے جس کا نام توحید اور خدا پرستی اور خدا ترسی اور خدا خواہی ہے بہت ہی کم رہ جائے گی تو مثالی طور پر تمہیں بھی ایک ابن مریم تم میں سے دیا جائے گا تا تمہاری اخلاقی اور عملی اور ایمانی حالت کے درست کرنے کے لئے ایسا ہی زور لگاوے جیساکہ مسیح ابن مریم نے لگایا تھا"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ تا ۲۹۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں :۔

ولکن قلوب بالیھود تشابھت
وھذا النباء الذی جاء فاذکروا

فصرت لهم عيسىٰ اذا ما تهودوا
وهذا كفى منى لقوم تفكروا

یعنی کچھ دل یہود کی طرح ہو گئے۔ پس یاد کرو یہ وہی خبر ہے جو پہلے آچکی ہے۔ پس جب وہ یہودی بن گئے تو میں ان کے لئے عیسیٰ بن گیا اور میری طرف سے اس قدر بیان ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

چودھویں صدی کے مسلمانوں کا یہی نقشہ درد مند مسلمان علماء و شعراء نے بھی کھینچا ہے۔ چنانچہ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم اپنی مسدس میں ایک جگہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کا اس طرح ذکر کرتے ہیں۔

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
تو مبعوث ہم میں بھی ہوتا پیغمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود و نصاریٰ کی اکثر
یوں ہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے بانگ درا میں لکھا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
تم مسلماں ہو جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

☆......حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

"چونکہ خدا نے ابتداء نرمی سے کی اور اپنی بردباری کو پورے طور پر دکھلایا۔ اس لئے میرا نام ابن مریم رکھا گیا کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اس کو بہت دکھ دیا گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اس کو کھینچا گیا اور اس کا نام کافر اور مکار اور ملعون اور دجال رکھا گیا اور نہ صرف اسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ مگر چونکہ وہ خدا کا برگزیدہ تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اس لئے وہ خبیث قوم اس کے نور کو نابود نہ کر سکی۔

سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ میں ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ دکھ اٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں۔ سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا۔ مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دئے ہیں۔ اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا............

سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کی صفات مجھ میں ظاہر کرے سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۰ تا ۵۲۱)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

میں تو آیا اس جہاں میں ابن مریم کی طرح
میں نہیں مامور از بہر جہاد و کارزار
پر اگر آتا کوئی جیسی انہیں امید تھی
اور کرتا جنگ اور دیتا غنیمت بیشمار
ایسے مہدی کے لئے میدان تھا قوم میں
پھر تو اس پر جمع ہوتے ایکدم میں صد ہزار
ابن مریم ہوں مگر اترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

(درثمین)

احمد

"اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا اور سرور کائنات کا ظل مجھے ٹھہرایا اور میرے نام کو آنحضرت ﷺ کے نام سے مشابہ بنا دیا۔ اس طرح پر کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر پورا کیا تا میں اس کی بہت تعریف کر کے احمد کے نام کا مصداق بنوں اور میرے سبب سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں محمدؐ کے نام کا مصداق بنوں"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۰)

☆......"خدا تعالیٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمدؐ رکھا ہے اور اسی نام سے مجھ کو بار بار پکارا۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں ظلی طور پر نبی ہوں۔ پس میں امتی بھی ہوں اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں۔ اس کی طرف وہ وحی الٰہی بھی اشارہ کرتی ہے جو حصص سابقہ براہین احمدیہ میں ہے۔ كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت ﷺ کی طرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت ﷺ اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا وہ ہے جس نے تعلیم پائی یعنی یہ عاجز۔ پس اتباعِ کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا اور پورا انعکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہوتے ہیں"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۶۰)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمد کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

(کلام حضرت مصلح موعودؓ)

اسم اَحمد خدا کی معرفت تامّہ اور فیوض تامّہ کا مظہر ہے

"جس کو آسمان سے احمد کا نام دیا جاتا ہے اول اس پر بمقتضائے اسم رحمانیت تواتر سے نزول آلاء اور نعماء ظاہری اور باطنی کا ہوتا ہے۔ اور پھر بوجہ اس کے جو احسان موجب محبت محسن ہے اس شخص کے دل میں اُس محسن حقیقی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر وہ محبت نشو و نما پاتے پاتے ذاتی محبت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور پھر ذاتی محبت سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر قرب سے انکشاف تمام صفات جلالیہ جمالیہ حضرت باری عزاسمہ ہو جاتا ہے۔ پس جس طرح اللہ کا نام جامع صفات کاملہ ہے اسی طرح احمد کا نام بھی جامع تمام معارف بن جاتا ہے۔ اور جس طرح اللہ کا نام خدا تعالیٰ کے لئے اسم اعظم ہے اسی طرح احمد کا نام نوع انسان میں سے اس انسان کا اسم اعظم ہے جس کو آسمان پر یہ نام عطا ہو اور اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کوئی نام نہیں کیونکہ یہ خدا کی معرفت تامہ اور خدا کے فیوض تامہ کا مظہر ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے زمین پر ایک تجلی عظمیٰ ہوتی ہے اور وہ اپنے صفات کاملہ کے کنز مخفی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو زمین پر ایک انسان کا ظہور ہوتا ہے جس کو احمد کے نام سے آسمان پر پکارتے ہیں۔

غرض چونکہ احمد کا نام خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا کامل ظل ہے اس لئے احمد کے نام کو ہمیشہ شیطان کے مقابل پر فتحیابی ہوتی ہے اور ایسا ہی آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قویٰ کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو۔ اور پھر اس کے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو جو خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کا ظل ہے یعنی احمد"۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۶)

☆......"احمد کے معنی بہت تعریف کرنے والا کے ہیں......احمدؐ وہ ہے جو دنیا میں سے شیطان کا حصہ نکال کر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو قائم کرنے والا ہو"۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۹۸)

☆......"جہاں براہین احمدیہ میں اسرار و معارف کا اس عاجز کی نسبت ذکر فرمایا گیا ہے وہاں احمدؐ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا، يَا أَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلَى شَفَتَيْكَ"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۹۸)

آنحضرت ﷺ کے دو دور اور احمدیوں کو نصائح

"اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔ یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں۔ اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمارے آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ بھی تھے۔ مثیل عیسیٰ بھی۔ موسیٰ جلالی رنگ میں آیا تھا...... مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا۔ اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی ﷺ نے اپنی مکی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا۔ پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔

سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضاء کے بنایا۔ سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکہ تمہاری طبیعت میں نہ ہو۔ تم اسم احمدؐ کے مظہر ہو۔ سو چاہئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو"۔ (اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۴۶)

☆......"احمد تو اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے وہ خلق اس میں ہوں۔ پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھہر سکتے ہو جبکہ اس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ حقیقت میں احمدی بن جاؤ"۔

(اربعین نمبر ۴، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۴۷)

احمدی فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے

"اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ دوسرا احمد ﷺ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمدؐ جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمدؐ ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔"

"سو اے دوستو! آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو...... خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اس مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلی ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔" (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۲۷، ۵۲۸)

احمد زمان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہامی نام "احمد زماں" بھی ہے۔ (تذکرہ طبع دوم صفحہ ۷۶۸)

احمد آخر زمان

"احمد آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جامِ من است"

"احمد آخر زماں" میرا نام ہے اور میرا جام ہی (دنیا کے لئے) آخری جام ہے۔

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۱)

احمدؐ مختار

"آدمم نیز احمد مختار
در برم جامہ ہمہ ابرار"

میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار بھی۔ میرے جسم پر تمام ابرار کے خلعت ہیں۔ (درثمین فارسی)

احمدؐ مقبول

"آمناً من الله الرحيم. احمد مقبول"

خدائے رحیم کی طرف سے امن پانے والا احمد مقبول۔

(تذکرہ طبع دوم صفحہ ۸۱۷)

☆......☆......☆

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

میں پڑھ چکے ہیں۔ پہلے جانوروں کی تخلیق کا ذکر ہے جو ۸ وجودوں اور ۴ جوڑوں پر مشتمل تھے۔ اور ان کے لئے انزل کا لفظ استعمال کیا۔ وہ چار جانور انسان کی پیدائش سے پہلے انسانی زندگی کی بقا کے لئے بہت ضروری تھے۔ یعنی ان کے دودھ، گوشت اور کھال جن پر انسانی تہذیب کا انحصار تھا۔ خوراک کے علاوہ لباس اور خیمہ جات وغیرہ اور بار برداری کے لئے بھی یہ جانور ضروری تھے اور وہ بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے ہیں۔ ان کے لئے لفظ نزول کے استعمال پر حضور نے کئی دفعہ روشنی ڈالی ہے کہ جو چیز اپنی افادی صفات میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہو اس کے لئے لفظ نزول استعمال ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ واحد نبی ہیں جن کے لئے خدا تعالیٰ نے نزول کا لفظ استعمال کیا۔ اسی طرح معدنیات میں لوہے کی اہمیت کے پیش نظر بھی یہی لفظ استعمال ہوا۔ جانوروں کی پیدائش کے بعد انسانی پیدائش کی ارتقاء کے تین تاریک مدارج کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ پہلے ماں کے پیٹ کے اوپر والی کھال ہے۔ دوسرا اندھیرا رحم مادر اور تیسرا اندھیرا وہ جھلی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ زندگی کے لاکھوں سال کی ارتقاء کے تمام مراحل ماں کے رحم میں بچے کی ارتقاء کے دوران ۹ ماہ میں طے ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ آیت قرآن مجید کا ایک زندہ معجزہ ہونے کا ثبوت ہے۔

آیت نمبر ۸ میں خدا تعالیٰ کی شان کبریائی کا ذکر ہے کہ وہ تمہاری تکلیف سے بے نیاز نہیں کیونکہ وہ خود تمہاری پرواہ رکھتا ہے۔ آیت نمبر ۹ میں ناشکرے انسان کے مشرکانہ توہمات کی حضور نے تفصیل بیان فرمائی۔ پیروں فقیروں کی قبروں پر جاکر مرادیں مانگنا۔ یہاں تک کہ گدھوں کی قبروں پر بھی چڑھاوے چڑھا کر شرک کا پرچار کرنا جو پاکستان میں روزمرہ کا منظر دیکھنے میں آرہا ہے اس کا ذکر فرمایا۔

آیت نمبر ۱۱ میں ایمان والوں کو تقویٰ کی نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ سے سفر کا آغاز ہوتا ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں۔ صابرین کو ابتلاء بھی آتے ہیں جن کی وجہ سے ہجرت بھی کرنی پڑتی ہے اس آیت کا اطلاق آج کل جماعت احمدیہ پر ہوتا ہے۔ اگر پاکستان میں رہ کر ان کے مظالم کو برداشت کریں تو تب بھی ابتلا اور صبر کا سامنا اور اگر ملک سے باہر ہجرت کریں تب بھی نئے ماحول میں کئی قسم کے مصائب کا مقابلہ ہے۔ ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں اجر عطا کیا جائے گا۔ آیت نمبر ۱۳ میں بتایا گیا ہے کہ تمام انبیاء اپنے اپنے زمانے کے اول مسلم تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں ان تمام اولین سے آگے نکل جاؤں۔ اور ان سب سے بڑھ کر اول نمبر پر مسلمان ہوں۔ اور اس مرتبے کے باوجود خدا تعالیٰ کی ذرہ بھی نافرمانی سے خوف کھاتا ہوں اور ایسا بندہ ہوں جو تمہارے لئے نمونہ ہوں۔ حضور انور نے ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ کی تشریح فرماتے ہوئے نور اور نار میں فرق بیان فرمایا کہ نار میں بھی کچھ نور تو ہوتا ہے لیکن وہ جہنم میں گناہوں کی آگ صرف احتراق ہی پیدا کرے گی۔ آیت نمبر ۱۸ میں انسان کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ کا بیان فرمودہ سنہری اصول بتایا کہ اگر طاغوتی طاقتوں کے قریب جائیں گے تو ان کی عبادت شروع کر دیں گے۔ طاغوت سے مراد صرف بت ہی نہیں بلکہ ہر وہ طاقت جو انسان کو خدا کے سوا عظیم لگے۔ اس لئے طاغوت سے پرہیز کریں اگر اس کے قریب گئے تو اس کی عبادت کرنے لگو گے۔ آیت نمبر ۲۰ میں کسی شخص پر فرد جرم لگ جانے کی صورت میں آنحضرت ﷺ کے رحم سے پر دل کی کیفیت کو ظاہر کیا گیا ہے۔

بدھ، یکم اپریل ۱۹۹۸ء :

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۳۹ براڈکاسٹ کی گئی۔ حضور انور نے جنت میں متقیوں کے لئے اونچی عمارت کے نیچے نہریں بہنے کی تشریح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ظاہری نہریں مراد نہیں۔ بالاخانے کے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی میں ضمیر غُرف کی طرف ہے یعنی تمام بالاخانوں کو ایسی روحانی نہروں سے سیراب کیا جائے گا اور ہر بالاخانے کے نیچے نہر بہتی ہوگی۔ مَبنیّۃ سے مراد الگ الگ بنیادیں ہیں۔ حضور انور نے فرمایا پہاڑی علاقوں کو دیکھیں تو بنیادیں ہر مکان کی الگ ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ دور افق پر ایسے بالاخانے ہو سکتے ہیں جن کو نہریں سیراب کر رہی ہوں اور یہ نظارے پہاڑی علاقوں میں ہوتے ہیں۔ وہاں ایسے پہاڑ تو نہیں ہونگے لیکن ہر متقی کے لئے اس کے درجے کے مطابق بلندی پر غرفۃ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا بالاخانہ سب سے بلند ہوگا۔ ہر جنتی کی جنت الگ ہوگی۔ روحانی مراتب کے لحاظ سے ان کی منازل الگ ہونگی۔ اس کے پھل کبھی خشک نہیں ہونگے۔ روحانی پانی سے تمثیل یہ ہے کہ روحانی پانی کا کچھ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ اصل پھل متقی کے کام آتا ہے۔ اور باقی کم درجہ لوگوں کے لئے رہ جاتا ہے۔ پیغام یہ ہے کہ تمہاری تمام کوششیں رائیگاں نہیں جاتیں۔

آیت نمبر ۲۴ میں کتاباً متشابھاً مثانی سے سورۃ الفاتحہ اور باقی تمام قرآن کی طرف اشارہ ہے۔ الفاتحہ ام الکتاب اور باقی قرآن اس کی تشریح ہے۔ اس کتاب کی تلاوت سے مومنین کی جلدیں خدا کی عظمت اور اس کی سزا کے خوف سے تھر تھرانے لگتی ہیں اور پھر نرم پڑ جاتی ہیں۔ اور نرم ہونے کے بعد اس کے اثرات دل میں اترنے لگتے ہیں اور دل اللہ کے ذکر کو گہرائی تک قبول کرنے کی اہلیت پا جاتے ہیں۔

آیت ۲۵ میں حضور انور نے وضاحت فرمائی کہ ہر مصیبت کے وقت انسان چہرے کو بچانے کے لئے اسے ہاتھوں سے ڈھانپتا ہے۔ آیت نمبر ۲۸ میں قرآن مجید کا لوگوں کے فائدے کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کرنے کا دعویٰ اسے باقی تمام کتابوں میں ممتاز کر دیتا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے سب سے زیادہ مثالیں بیان کی ہیں حالانکہ وہ صرف چند ہیں اور جو ہیں ان کو قرآن نے اپنا لیا ہے۔

آیت نمبر ۳۰ میں ایک نہایت اعلیٰ مثال دی ہے جسے حضور انور نے تفصیل سے بیان فرمایا اور اسی سلسلے میں فرمایا کہ یہ مثال ایک ایسے مشرک کی ہے جو ظاہری طور پر خدا کو مانتا ہے لیکن اصل میں مشرک ہے۔ اگر خدا کی وحدانیت پر ایمان کا دعویٰ ہے تو سر کسی اور کی طرف جھکنا نہیں چاہئے۔ دوسرا مضمون انسانی نفس کے ساتھ متعلق ہے۔ تمہارا نفس تمہارا غلام ہے جس کے ارادے خدا کے ارادوں سے ٹکراتے ہیں۔ اس کے بالمقابل موحدوں کی مثال ایسے غلاموں کی ہے جو کلیۃً ایک کے غلام ہوں۔ جس کے وہ غلام ہیں وہ کامل تعریف کا مالک ہے اور اس میں کوئی سقم نہیں۔

آیت نمبر ۳۴ میں آنحضرت ﷺ کے عظیم مقام کا ذکر ہے۔ تصدیق صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ تصدیق بالعمل مراد ہے۔ کبھی کسی اور تعلیم نے صدق کو اتنا مکمل بیان نہیں کیا۔ یہ صدق تمام ادیان کو ان کے زمانے میں کامل قرار دیتا ہے۔ قرآن کریم نے اس کمال کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اس صدق کا تقاضا تھا کہ اپنی خواہشات پر چھری پھیر دیں اس لئے نتیجۃً ان کی تمام خواہشات اعلیٰ درجے میں اللہ کے پاس محفوظ ہیں۔ اس طرح سے جو لوگ ایک ہی قسم کی جنت ہر ایک کے لئے سوچتے ہیں اس کا تصور بھی رد ہو جاتا ہے۔ ایک ہی جگہ رہتے ہوئے ہر ایک کی جنت الگ الگ ہے۔

جمعرات، ۱۲ر اپریل ۱۹۹۸ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۱۴ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔ اور بہت سی اہم دواؤں کے تاثیرات پر تفصیلی تشریحات کی گئیں۔

جمعۃ المبارک، ۱۳ر اپریل ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے مہمانوں کا سوال و جواب کا دن تھا۔ چند اہم سوال مع مختصر جواب اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہیں :-

☆...... کیا روزی کمانے کے لئے کوئی ایسے کام ہو سکتے ہیں جنہیں احمدیت Discourage کرتی ہے؟ حضور انور نے فرمایا جو کام اسلام میں ممنوع ہیں وہ ہر حال میں ممنوع ہیں اور چھوڑنے پڑیں گے خواہ اس میں کتنی ہی مالی قربانی دینی پڑے۔ مثلاً شراب اور سؤر کا کاروبار۔ لیکن اگر ایسے کاروبار کا مالک احمدی نہیں اور احمدی اس کا نوکر ہے تو نوکر مالک کا مذہب نہیں بدل سکتا۔ اس لئے اگر وہ احمدی واقعی دین سے محبت کرتا ہے اور ان چیزوں سے بھی نفرت کرتا ہے تو عارضی طور پر کچھ عرصہ اس کام کو جاری رکھے لیکن جتنی جلدی ہو سکے اور کوئی کام تلاش کرے یا اپنا ذاتی کاروبار شروع کرے۔

☆...... کیا Organise Nature System انسان پر بھی لاگو ہوتا ہے؟ فرمایا کیوں نہیں۔ شہد کی مکھیوں کا ملکہ مکھی (Queen Bee) کے تحت تہذیب اور اطاعت کا جو ماڈل نظر آتا ہے اس میں انسانوں کے لئے سبق ہے۔ اسی طرح نبوت مذہبی جماعتوں کو منظم کرتی ہے۔

☆...... انسان کس حد تک پالتو جانور گھر میں رکھ سکتا ہے؟۔ فرمایا جس حد تک گھر میں عبادت کی جگہوں اور گھر کی پاکیزگی قائم رہ سکتی ہے۔ مثلاً بلی صاف ستھرا جانور ہے۔ گھر کو ناپاک کرنے والے جانوروں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

☆...... کیا ماں خاص ایام میں بچوں کو قرآن سکھا سکتی ہے؟ فرمایا وہ سکھا سکتی ہے لیکن قرآن کو چھونا نہیں چاہئے۔

☆...... ارتداد کی کیا تعریف ہے اور کسے مرتد کہا جاتا ہے؟۔ فرمایا ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے کا نام ارتداد ہے اور کوئی انسان کسی دوسرے کو مرتد نہیں بنا سکتا سوائے اپنے آپ کے۔ قرآن مجید میں اِرْتَدَّ کا لفظ بتاتا ہے کہ انسان اپنا مذہب خود چنتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی تمام زندگی میں کسی ایسے شخص کو جس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں یہ نہیں فرمایا کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ یہ ملا جو دوسروں کو مرتد کہتے ہیں خدا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جبکہ یہ اپنی حرکتوں کے لحاظ سے بعض صورتوں میں انسان بھی نہیں ہیں۔

☆...... ہمیں تو خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہدایت حاصل ہے لیکن ان لوگوں کا کیا ہے جو آپؑ سے پہلے تھے؟ حضور انور نے فرمایا اسلام کا نور ہمیشہ موجود تھا۔ اگرچہ آپ سے پہلے اندھیرا تھا لیکن نور کی شمعیں موجود تھیں لیکن وہ رات کو دن میں تبدیل نہیں کر سکتی تھیں۔ لیکن ان لوگوں کے بارہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ ضروری نہیں کہ صحیح راہنما ہوں۔ ایک الٰہی مصلح کی بعثت کے وقت تمام عقائد روشن کر دئے جاتے ہیں یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ خدا سے ہدایت یافتہ ہوں جیسے الامام المہدی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال اس سلسلے میں بہترین ہے۔ آپ بھی شروع میں اس بات پر اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں حالانکہ کئی بار قرآن مجید پڑھ چکے تھے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی توجہ ان آیات کی طرف پھیری جن میں عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر تھا۔ یہ آسمانی روشنی اور ہدایت کی مثال ہے۔

☆...... اگر بچہ اسلام چھوڑ دے تو کیا اسے وراثت سے محروم کر دینا چاہئے؟ حضور انور نے فرمایا یہ وراثت کے قوانین کے خلاف ہے۔ ہاں جنگ کی حالت میں جائز ہے۔ یعنی اگر کافر مسلمان ہو جائے تو کفر کی وراثت سے گیا اور اگر مسلمان کافر ہو جائے تو مسلمان والدین کا وارث نہیں ہو سکتا۔ عام حالات میں مذہب کو وراثت کے معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔

☆...... پٹرول کی دولت زیادہ تر مسلمان ممالک کو حاصل ہے کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ امریکہ، روس، برطانیہ، وینزویلا اور ناروے سب کے سب پٹرول Producing ممالک ہیں۔

☆...... کئی نئے احمدیت میں داخل ہونے والوں کو والدین گھروں سے نکال دیتے ہیں کیا ان کی مدد کا کوئی سامان ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا جہاں تک ہو سکے ہم ایسے لوگوں کی مدد کرتے ہیں اس حد تک کہ ان میں قربانی کا جذبہ جاری رہے۔

☆...... قرآن مجید کے مطابق یہود و نصاریٰ تو قیامت تک رہیں گے کیا باقی مذاہب کا بھی یہی حال ہوگا؟۔ حضور انور نے فرمایا ہاں قیامت تک سب رہیں گے۔ کیا آپ نیچر کو نہیں دیکھتے سب چیزیں یہاں تک کہ تمام Bacteria وغیرہ موجود ہیں۔

☆...... اگر ہم کسی چیز کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کریں اور خدا کی نظر میں وہ ہمارے لئے ٹھیک نہ ہو تو کیا وہ ہماری دعائیں کسی اور طریق سے پوری ہو جائیں گی؟۔ حضور انور نے فرمایا ہاں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ جس طرح ماں اپنے بچے کو آگ کی پھلجھڑی نہیں دیتی لیکن اس کے بدلے کوئی مٹھائی وغیرہ دے کر خوش کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا بھی بندوں سے یہی سلوک ہے۔

☆...... اگر کوئی احمدی ہو جائے تو اپنی پرانی بری عادات تمام کی تمام تو نہیں چھوڑ سکتا تو کیا وہ بخش دیا جائے گا؟۔

(امتہ المجید چوہدری)

وہ رسوا ہو گیا دونوں جہاں میں جو حامی بن گیا شیطان کا
انا کے سانپ نے جس کو ڈسا ہے وہ گہوارہ بنا عصیان کا

(ابوالفائز ظفر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ہمراہ ارسال فرمایا کریں۔

محترم ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب

ماہنامہ "خالد" ربوہ، دسمبر ۹۷ء، محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے حوالے سے خصوصی اشاعت کے طور پر شائع کیا گیا تھا جسکے مضامین کا اختصار کے ساتھ بیان ہم نے "الفضل ڈائجسٹ" کے گزشتہ کالم میں شروع کیا تھا۔ بقیہ مضامین کا تعارف اس شمارے میں بھی جاری رہے گا۔

-......☆......☆......☆......-

تاریخی انفرادیت

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی انفرادیت صرف یہی نہیں ہے کہ آپ پہلے مسلمان سائنسدان اور پہلے پاکستانی ہیں جنہوں نے نوبل انعام حاصل کیا بلکہ یہ اعزاز بھی صرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ نے ۱۰ر دسمبر ۷۹ء کی شام کو نوبل پرائز دیئے جانے کی تقریب میں اپنا خطاب بسم الله الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا اور سورۃ الملك کی چند آیت کی تلاوت اور تفسیر بھی بیان کی۔ پھر آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ اس تقریب کی روایت کے مطابق شرکت کرنے والوں کے لئے جو خاص لباس پہننا ضروری ہے، اس کی بجائے آپ نے پاکستان کا قومی لباس زیب تن کیا۔

-......☆......☆......☆......-

ایک انٹرویو سے مختصر نکات

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے نوبل انعام حاصل کرنے کے بعد اپنے ایک انٹرویو میں بیان فرمایا:

☆ میں دنیا کے بیسیوں سائنسدانوں اور سینکڑوں دانشوروں سے ملا ہوں اور میرا یہ مشاہدہ ہے کہ خدا پر ایمان رکھنے والا انسان، بہر صورت، خدا کو نہ ماننے والے انسان سے بہتر ہوتا ہے۔

☆ میری زندگی میں تین اہم موڑ آئے۔ پہلے والدین کی خواہش تھی کہ میں ICS بن جاؤں۔ لیکن اچانک جنگ عظیم شروع ہو گئی اور مقابلے کے امتحانات ہی نہ ہو سکے ورنہ اگر میں ان میں شریک ہوتا تو میرے کیریئر کی معراج چیف سیکرٹری کا عہدہ ہوتا۔ دوسرا جب ۴۲ء میں میں نے ریاضی میں ایم۔اے کیا۔ وظیفہ ملنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ لیکن ۴۶ء میں وزیر اعلیٰ نے جنگ کیلئے جمع شدہ چندے میں سے کسانوں کیلئے بہبود فنڈ قائم کیا جس میں سے بیرونی ممالک میں تعلیم کیلئے چھ وظائف کا اعلان کیا گیا۔ ایک وظیفہ مجھے ملا اور باقی پانچ تقسیم ہند کے ساتھ ہی ختم ہو گئے۔ قدرت کا انتظام دیکھئے کہ ۴ر ستمبر کو کیمبرج میں داخلہ ملا، ۵ر ستمبر کو وظیفہ ملا اور دو روز بعد میں نے ملک چھوڑ دیا۔...... تیسرا موڑ وہ تھا جب گورنمنٹ کالج میں استاد مقرر ہوا۔ پرنسپل کے حکم پر دو اڑھائی سال طلبہ کو ریسرچ کروانے کی بجائے فٹ بال کھلاتا رہا جس کے بعد پرنسپل نے خفیہ رپورٹ میں لکھا کہ یہ شخص گورنمنٹ کالج کے مزاج کے مطابق نہیں ہے انہیں پنجاب یونیورسٹی بھیج دیا جائے۔ ۵۳ء میں کیمبرج یونیورسٹی نے مجھے پیشکش کی اور میں نے ۳ ماہ یہ سوچنے میں گزار دیئے کہ اپنا وطن چھوڑوں یا نہ چھوڑوں؟ لیکن وطن نہ چھوڑتا تو سائنس کا "معیاری" استاد کبھی بھی تسلیم نہ کیا جاتا۔

☆ پاکستان کی سائنسی پالیسی؟ کیسی پالیسی؟ پاکستان سائنسدان کیلئے قید خانہ ہے۔ اہل علم کیلئے ملک سے باہر جانے پر پابندیاں کمیونسٹ ممالک کے بعد پاکستان میں سب سے زیادہ ہیں۔...... ایسا تب سے ہوا جب میں اپنے عہدے سے مستعفی ہوا۔ بھٹو صاحب کیلئے میری جرأت ناقابل برداشت تھی۔ لیکن انکے اصرار کے باوجود میں نے استعفیٰ واپس نہیں لیا اور انہوں نے انتقاماً ٹرائسٹ سنٹر میں پاکستانی طالبعلموں کا داخلہ بند کرنے کے لئے قواعد کو بے حد سخت بنا دیا۔

☆ میں نے اسلامی کانفرنس میں اسلامی سائنس فاؤنڈیشن کی تجویز پیش کی تھی جو ۷۸ء میں منظور ہوئی۔ عرب ممالک (خاص طور پر سعودی عرب) سے ذمہ دار حضرات میرے پاس آتے رہے کہ ہم آپ کو بلانا چاہتے ہیں لیکن بھٹو صاحب کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہے۔...... نیویارک سے محمد بن فیصل بن سعود کا پیغام آیا "آپ کا اعزاز دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے باعث مسرت ہے"۔ الجزائر اور لیبیا کے وزراء کی طرف سے بھی تار پہنچے۔ اسلامی ثقافت مرکز کے ڈائریکٹر ڈاکٹر بدوی نے بیس ممالک کے سفیروں کے سامنے اپنی تقریر میں کہا "ایک پاکستانی کو نوبل انعام ملنے کے بعد عالم اسلام پر بین الاقوامی انعامات کے دروازے کھل گئے ہیں۔ ہمارا یہ احساس کمتری بھی ختم ہو گیا ہے کہ خدا کو ماننے والا کبھی بڑا سائنسدان نہیں ہو سکتا اور نئی نسل کے لئے یہ بات خاص طور پر قابل غور ہے کہ اتنا بڑا انعام ایک ایسے پاکستانی کو ملا ہے جس کے عقیدے اور عمل میں کوئی تضاد نہیں ہے......"

-......☆......☆......☆......-

عہد ساز شخصیت

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ایک شاگرد پروفیسر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب (ڈین فیکلٹی آف نیچرل سائنسز قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد) اپنے مضمون میں محترم ڈاکٹر صاحب کی شاندار علمی و انتظامی قابلیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سلام صاحب کا تمام خوبیوں کے باوجود نوبل انعام حاصل کرنا آسان کام نہ تھا، دو تین دفعہ قریب پہنچ کر بھی کامیاب نہ ہوئے اور اس میں شاید مغرب کا تعصب تھا اور ڈاکٹر صاحب کو اس کا احساس بھی تھا کیونکہ امریکی سائنسدان حسب عادت دوسرے امریکی سائنسدانوں کا ذکر تو کرتے مگر سلام صاحب کا نام نہ لیتے۔...... ۷۹ء میں جس دن سلام صاحب کے نوبل انعام کا اعلان ہوا، میں ٹریسٹ میں تھا۔ خبر پہنچتے ہی پورے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ریڈیو اور ٹی وی پر سلام صاحب کی باتیں اور چرچے ہونے لگے۔ ٹریسٹ کے شہریوں نے اس طرح خوشی کا اظہار کیا جیسے سلام صاحب ان کے اپنے ہیں، پاکستانیوں کو بڑی عزت ملی اور پاکستان ایک قابل احترم ملک بن گیا۔ پاکستان کو سلام صاحب سے بڑھ کر شاید ہی کوئی سفیر ملے۔...... دو روز بعد سلام صاحب ٹریسٹ تشریف لائے تو سارے سٹاف اور سائنسدانوں نے بلڈنگ کے دروازے پر آپ کا استقبال کیا۔ میں نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور نوبل لاریٹ سے ہاتھ ملایا۔ اسی شام سنٹر میں استقبالیہ دیا گیا۔ میں نے ان سے ملتے ہوئے کہا:

Sir! You have created history, you are the first from the Muslim world to have received this honour.

صدر ایوب سے جب سلام صاحب نے ICTP کو پاکستان میں قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو اس وقت کے وزیر خزانہ نے جواب دیا کہ یہ تو ایک انٹرنیشنل ہوٹل کا قیام ہے جہاں سائنسدان آکر اپنی چھٹیاں گزار سکیں۔ افسوس صدہا افسوس کاش اس وزیر کو احساس ہوتا کہ وہ ایک سنگین غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں......

نوبل انعام ملنے کے بعد سلام صاحب کو دنیا جہان سے اعزازات سے نوازنے کے لئے مدعو کیا جا رہا تھا۔ حکومت پاکستان نے بھی دعوت دی۔ سلام صاحب نے جواب میں کئی پیغامات بھیجے، ایک پیغام مجھے بھی لانے کا شرف حاصل ہوا کہ "مجھے ذاتی طور پر ان کے اعزاز اور میڈل کی کوئی بھوک نہیں، مجھے جس میڈل کی تمنا تھی وہ مجھے مل گیا ہے۔ ہاں البتہ اگر وہ پاکستان میں سائنس کی ترقی کے لئے کوئی سنجیدہ اقدامات کرنے کے لئے تیار ہیں تو میں ضرور آؤں گا......"

سلام صاحب پاکستان آئے اور جنرل ضیاء کو پیشکش کی کہ آپ اپنے نوبل انعام کی پوری رقم (۶۶ ہزار ڈالر) اس بات کیلئے وقف کرنے کو تیار ہیں کہ پاکستانی طلبہ بیرون ملک جاکر اعلیٰ سائنسی تعلیم حاصل کر سکیں بشرطیکہ حکومت بھی دس لاکھ ڈالر مختص کرے۔ جنرل ضیاء نے اصولی اتفاق کیا اور کہا کہ گورنر پنجاب اگلے روز اعلان جاری کر دیں گے۔ لیکن اگلے روز کا اعلان بہت مایوس کن تھا کہ تجویز قبول ہے لیکن حکومت کی رقم ڈاکٹر صاحب کی رقم کے مساوی ہو گی۔ سلام صاحب کو سخت مایوسی ہوئی اور آپ نے جنرل ضیاء کو تار بھیجا کہ اگر حکومت صرف ایک فرد کی طرف سے پیش کردہ رقم کے برابر رقم دیتی ہے تو یہ مجھے منظور نہیں، اس صورت میں میں اپنی الگ فاؤنڈیشن قائم کروں گا۔ ...... حکومت اور بیوروکریٹس کی مہربانیوں سے پاکستان کی کہانی Missed Opportunities کی کہانی ہے۔

۸۶ء میں یونیسکو کے نئے ڈائریکٹر کے لئے سلام صاحب کا نام تجویز ہوا کیونکہ اس وقت آپ ہی تھے جو پوری دنیا میں مطلوبہ معیار پر پورے اترتے تھے۔ اٹلی، انگلینڈ اور کئی دوسرے ممالک آپ کو نامزد کرنے کو تیار تھے لیکن آپ کے لئے یہ بات اہم تھی کہ آپ کا اپنا ملک نامزد کرے۔ مگر افسوس حکومت پاکستان نے آپ کی جگہ کسی اور کو نامزد کر دیا جو یہ انتخاب بری طرح ہار گیا۔

مجھے فخر ہے کہ میں نے ۶۲ء میں امپیریل کالج لندن سے پروفیسر عبدالسلام کی سرپرستی میں تربیت حاصل کی اور Ph.D. کی سند پائی۔ آپ کے پڑھانے کا انداز یوں تھا کہ تین چار تحقیقی جریدے ہاتھ میں لئے کلاس میں داخل ہوتے۔ تحقیقی مسائل کا تجزیہ کرتے کرتے بلیک بورڈ بھر جاتا اور خیالات و افکار کے ڈھیر لگ جاتے۔ اکثر طلبہ کے لئے زیادہ تر باتیں سر کے اوپر سے گزر جاتیں لیکن اسکے باوجود سب بے حد وجدانی کیفیت میں بیٹھے نوٹس لے رہے ہوتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ سلام صاحب کے پاس وقت کم ہے اور بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بے شمار طلبہ رہے مگر صرف گنے چنے لوگوں نے ان کے ساتھ کام کرنے کی جسارت کی۔

سلام صاحب کی بارعب شخصیت، ان کا دبدبہ اور جلالی مزاج، آنکھوں کی چمک، کسی کی مجال کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکے۔ شروع شروع میں گمان ہوا کہ یہ ہم مشرقی لوگوں کا مسئلہ ہے مگر جلد ہی اس راز کی قلعی کھل گئی، گوروں کا بھی برا حال تھا، قصبہ جھنگ کی یہ شخصیت مغرب ہو یا مشرق دونوں پر یکساں طور پر حاوی تھی۔ ایک بار آپ کے ایک بے تکلف ساتھی نے آپ سے شکوہ کیا کہ "تم دوسروں کی سہولت کی خاطر دقیق موضوعات کو آسان بنا کر کیوں نہیں پیش کرتے؟"۔ سلام صاحب نے ہنس کر جواب دیا "اگر میں تمہارے لئے ایسا کروں تو تم کہو گے ارے یہ تو بہت آسان بات تھی، میں خود بھی سوچ سکتا تھا"۔ دراصل سلام صاحب اپنا وقت بے جا صرف کر کے سر کھپانے کو تیار نہ تھے۔

سلام صاحب کے کیریئر پر ایک سطحی نظر ڈالی جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کی ہمہ جہت شخصیت اتنی عظیم تھی کہ گورنمنٹ کالج اور پنجاب یونیورسٹی تو کجا انگلستان کی شہرہ آفاق کیمبرج یونیورسٹی بھی بہت چھوٹی ثابت ہوئی۔ یہاں تک کہ امپیریل کالج لندن جس کو اس بات پر ناز تھا کہ ان کے ہاں نوبل انعام یافتہ ستاروں کا جھرمٹ رہتا ہے، وہ بھی سلام صاحب کے تخیل کی تسکین نہ کر سکا۔ چنانچہ آپ نے اقوام متحدہ میں سائنس اور تیسری دنیا کے حق میں آواز بلند کی اور اپنی کرشمہ ساز شخصیت اور عالمی شہرت کے بل بوتے پر ICTP کا ادارہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر جھنگ کے اس عقابی فرزند کی پرواز یہاں بھی ختم نہیں ہوتی......

-......☆......☆......☆......-

سلام سے تعصب و عناد کا ایک اظہار

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا تعلیمی کیریئر تو ہر لحاظ سے شاندار تھا ہی لیکن اپنے زمانہ طالبعلمی کے دوران ۱۹۴۵ء میں گورنمنٹ کالج یونین کے صدر رہے اور نیو ہاسٹل کمیٹی کے صدر بھی۔ مجلہ "راوی" کے اردو اور انگریزی حصوں کے ایڈیٹر بھی رہے۔ لیکن ۱۹۸۹ء میں گورنمنٹ کالج لاہور نے اپنی ۱۲۵ سالہ تقریبات کے سلسلہ میں "راوی" کا جو خصوصی نمبر شائع کیا اس میں تمام سابقہ ایڈیٹران کی فہرست بھی شائع کی گئی لیکن ڈاکٹر عبدالسلام کا نام ہی خارج کر دیا گیا۔ جس کے بارے میں گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ فزکس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد زکریا بٹ صاحب کہتے ہیں کہ تحقیق کے بعد یہی پتہ چلا کہ مذہبی تعصب کی بناء پر لسٹ بنانے والے نے ان کا نام ڈراپ کر دیا تھا۔ بعد میں وہ لسٹ دوبارہ شائع کی گئی......

امر واقعہ یہ ہے کہ جب فہرست دوبارہ شائع کی گئی تو اردو والے حصہ میں بھی ڈاکٹر صاحب کا نام ایک دوسرے صاحب کے ساتھ دیا گیا اور انگریزی والے حصہ میں ایک اور صاحب کے ساتھ۔ گویا کہ اس کے دو مدیر تھے۔...... اس تعصب سے کیا حاصل؟ کیا ڈاکٹر صاحب کے وقار یا عزت کو کچھ نقصان ہوا یا الٹا گورنمنٹ کالج اور اس کے مجلہ "راوی" کے متعصبانہ رویہ کی وجہ سے اس کے وقار کو دھچکا لگا۔

(ماہنامہ "خالد" نے محترم ڈاکٹر صاحب کے زمانہ ادارت کے مجلہ راوی کے سرورق کا عکس بھی شائع کیا ہے)۔

-......☆......☆......☆......-

(باقی آئندہ انشاء الله تعالیٰ)

Muslim Television Ahmadiyya

MTV Muslim AHMADIYYA

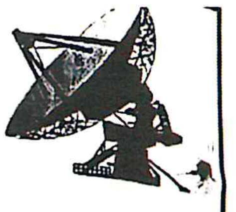

Programme Schedule for Transmission

17/04/98 - 23/04/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 17th April 1998
19 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Sura Al-Baqara
01.05 Liqaa Ma'al Arab - Session 213,
02.10 Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 35
02.45 Duree sameen Correct pronounciation of Nazm
03.05 Urdu Class - Lesson 220, (R)
04.05 Learning Dutch - Lesson 12 pt1
04.30 Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 118 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.35 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran -Sura Al-Baqara
07.10 Pushto programme
07.25 Speech by Sultan M. Anwar
08.05 From the Archives - Tabarrukat speech by Maulana Jalal ud Din Shams sb.
09.05 Liqaa Ma'al Arab - Session 213,
10.20 Urdu Class - Lesson 220,
11.25 Computers for Everyone p55
12.10 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.40 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon, Live
14.05 Bengali Programme: Quiz contest Lajna
14.35 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec. 13/04/98
15.40 Liqaa Ma'al Arab with Huzoor Session no.209
16.50 Friday Sermon ,17.04.98 (R)
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.15 Urdu Class - No.221
19.30 German Service: Islaamische Presseschau, Der Diskussionkreis
20.30 Children's corner
21.05 Medical Matters Host: Dr. Mujeeb ul Haq
21.35 Friday Sermon 17/04/98 (R)
22.50 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.13/04/98

Saturday 18th April 1998
20 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.35 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 75, Part 1
01.10 Liqaa Ma'al Arab - Rec.14/04/98
02.20 Friday Sermon 17/04/98 (R)
03.25 Urdu Class No.221
04.30 Computers For Everyone -Part 55 (R)
05.00 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor Rec.13/04/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 75, Part 1
07.10 Saraiki Programme Friday Sermon of 22/08/97 by Huzoor Saraiky tanslation
08.10 Medical Matters
08.40 Liqaa Ma'al Arab Rec.14/04/98
09.55 Urdu Class No.221
11.00 Documentary - Disneyland
12.00 Tilawat, News
12.30 Learning Swedish - Lesson 12
12.55 Indonesian Hour: Tilawat, Syair Nasirat
13.55 Bengali Programme: Ancient Shaat Gombus Mosqu, Quiz contest Lajna
14.55 Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 18.04.98
16.10 Liqaa Ma'al Arab - Rec.15/04/98
17.10 Arabic programme: Speech by Mustafa Sabit sahib.
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.20 Urdu Class - Rec.17/04/98
19.25 German Service: Islamic Presschau, Der Diskussions
20.30 Children's corner
21.10 Question & Answer Session Rec.05/04/98
22.30 Children's Mulaqat with Huzoor - New Rec.18/04/98 (R)
23.35 Learning Swedish - Lesson 12

Sunday 19th April 1998
21 Zel Haj

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.40 Children's Corner: Quiz
01.20 Liqaa Ma'al Arab - 15.04.98(R)
02.25 Canadian Horizons - Q & A session with Huzoor in Canada Rec.28/06/97 part1
03.20 Urdu Class - Rec.17/04/98
04.25 Learning Swedish - Lesson 12(R)
04.50 Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 18.04.98 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.40 Children's Corner: Quiz
07.15 Friday Sermon - 17.04.98 (R)
08.20 Question & Answer Session, Rec.05/04/98
09.45 Liqaa Ma'al Arab - 15.04.98(R)
10.55 Urdu Class - Rec.17/04/98
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese Lesson no.76
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon of 14/04/95 by Huzoor
14.05 Bengali Service
15.10 Mulaqat with Huzoor with English speaking friends Rec.19/04/98
16.15 Liqaa Ma'al Arab - Rec. 16/04/98 New
17.20 African Programme: Majlis-e-Irfan held in Africa final part Rec.16/04/88
18.05 Tilawat ,Seerat un Nabi
18.35 Urdu Class - Rec.18/04/98
19.30 German Service: Nazm, MTA variete, Buch Gottes
20.40 Children's Corner
21.25 Dars-ul-Quran (No.12) 1997 By Huzoor- Rec.23/01/97 Fazl Mosque, London
23.25 Learning Chinese Lesson no.76

Monday 20th April 1998
22 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45 Children's Corner: Quiz
01.30 Liqaa Ma'al Arab Rec.16/04/98
02.40 M.T.A U.S.A production Seekers of truth
03.00 Urdu Class Rec.18/04/98
04.15 Learning Chinese Lesson no.76
04.45 Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends Rec.19/04/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45 Children's Corner - Quiz
07.25 Dars-ul-Quran (No. 12) 1997 By Huzoor Rec.23/01/97 Fazl Mosque, London
09.00 Liqaa Ma'al Arab- Rec. 16.04.98(R)
10.05 Urdu Class Rec.18/04/98
11.10 Sports: Nusrat Jahan Academy Rabwah
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian - Lesson 52
13.05 Indonesian Hour: Tilawat, Dars malfoozat, Dialog
14.00 Bengali Programme - Waqfeen-e-Nau, Football
15.05 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 119
16.10 Liqaa Ma'al Arab - Session no.214 Rec.22/10/96
17.20 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.20 Urdu Class - Lesson 222
19.25 German Service: Begegunung mit Huzoor, Mach mit
20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 75, Part 2
21.05 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
21.50 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 119 (R)
22.50 M.T.A Variety
22.45 Learning Norwegian - Lesson 52

Tuesday 21st April 1998
23 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 75, Part 2(R)
01.20 Liqaa Ma'al Arab - Session no.214
02.25 Sports: Nusrat Jahan Academy Rabwah
03.15 Urdu Class Lesson 222
04.20 Learning Norwegian - Lesson 52
04.50 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 119
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 75, Part2
07.20 Pushto Programme - Friday Sermon of 13/09/96 by Huzoor
08.25 Islamic Teachings
09.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 214
10.05 Urdu Class - Lesson 222
11.10 Medical Matters
12.05 Tilawat, News
12.30 French Programme Revue de press No.4
13.00 Indonesian Hour: Friday Sermon of 06/09/96 by Huzoor
14.05 Bengali Service: Eid reunion, Waqar-e-Amal
15.05 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.14/04/98
16.10 Liqaa Ma'al Arab - Session no.215
17.15 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.25 Urdu Class - Lesson 223,
19.30 German Service: Mathematic, Trigomometrie
20.35 Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran
20.55 M.T.A Variety
21.50 Around The Globe - Hamari Kaenat No.120
22.20 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.21/04/98
23.20 French Programme Revue de press no.4

Wednesday 22nd April 1998
24 Zel Haj

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran,
01.05 Liqaa Ma'al Arab No.215
02.20 Medical Matters
02.55 Urdu Class No.223
04.05 French programme Revue de press no.4
04.35 Hikayat-e-Shereen
04.50 Tarjumatul Quran Class Rec.21/04/98
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.35 Children's Corner: Correct pronunciation of the Holy Quran
07.05 Swahili Programme Kufara Part2
07.50 Around The Globe -Hamari Kaenat No.120 (R)
08.20 M.T.A Variety
09.15 Liqaa Ma'al Arab No.215 Rec.23/11/96
10.20 Urdu class no.223
11.25 Conversation
12.05 Tilawat, News
12.30 Turkish programme
13.05 Indonesian Hour: Dars Hadith, Lets learn salat part1
13.55 Bengali Programme - Friday Sermon rec.26/09/97
15.00 Tarjumatul Quran class with Huzoor Rec. 22/04/98
16.05 Liqaa Ma'al Arab No.216
17.20 French programme
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25 Urdu Class No.224
19.35 German Service: Kinder Lerner Namaz, Ihre Fragen
20.35 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.76 part1
21.05 Al-maidah
21.30 Perahan
22.05 Tarjumatul Quran class with Huzoor Rec.22/04/98
23.10 Arabic programme Summary of Homoeopathy class no.4

Thursday 23rd April 1998
25 Zel Haj

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.40 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.76 part1 (R)
01.10 Liqaa Ma'al Arab No.216
02.15 Canadian programme Meet our friends
03.00 Urdu Class No.224
04.00 Turkish programme
04.30 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.22/04/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.76 part1(R)
07.20 Sindhi Programme Friday Sermon of 12/01/96 by Huzoor
08.25 Al-Maidah
08.45 Liqaa Ma'al Arab No.216
09.50 Urdu Class No.224
11.00 Quiz - History of Ahmadiyyat No.36
11.40 Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch Lesson no.12 part2
12.55 Indonesian Hour: Dars Hadith, Seerat un Nabi S.A.W
14.00 Bengali Service: Eid reunion, Electric equipment
15.00 Homoeopathy Class No.120 With Huzoor
16.05 Liqaa Ma'al Arab No.217 Rec.29/10/96
17.05 Bosnian Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30 Urdu Class No.225
19.35 German Service: Nazm, Rush Rush.....
20.35 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran No.35
21.05 Tabarrukaat speech by Mualana Abu ul Ata sahib.
22.10 Homoeopathy Class No.120 with Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec.06/11/95
23.15 Learning Dutch Lesson no.12 part2

....

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, April 17, 1998 No. 16

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

"شیطان کی پرستش"

مندرجہ بالا سنسنی خیز عنوان سے مطیع الرحمان عوف ندوی کا ماہنامہ انوار ختم نبوت لندن اگست ۱۹۹۷ء کا ایک نوٹ جو "قند مکرر" کے طور پر ماہنامہ "آئین" لاہور ستمبر ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۱۲ کی "زینت" بن چکا ہے:

"ادھر چند دنوں کے اندر مصر میں جو کچھ پیش آیا وہ حد درجہ حیران کن اور عجیب و غریب فتنہ ہے۔ خبروں کے مطابق وہاں ایک نیا فرقہ وجود میں آیا ہے جو شیطان کی پرستش کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کھلے عام نافرمانی کرتا ہے۔ اس فرقہ کی پرستش کا طریقہ یہ ہے کہ اس فرقہ کے افراد ہر قسم کے گناہوں کا ارتکاب اپنا فریضہ سمجھ کر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح شیطان ان سے راضی ہوتا ہے۔ یہ لوگ منشیات کے استعمال اور جنسی انارکی اور دیگر گناہوں کو ثواب سمجھ کر اپناتے ہیں کہ اس سے "شیطان" کے دل کو تسکین ہوتی ہے۔ تنظیم کا نام بھی انہوں نے "شیطان کے بندے" رکھا ہے۔ اس تنظیم کے بیشتر ارکان مصر کے بعض شہروں کے نوجوان ہیں جن میں اکثر بااثر، ماڈرن تعلیم یافتہ اور اہم عہدے داروں کے بیٹے ہیں۔ اس سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی عمر ۱۶ سے ۲۵ سال کے درمیان ہے۔ ان کے مطابق ۲۵ سال کی عمر میں موت یقینی ہے۔ اگر کوئی اس تحریک کا فرد اس عمر کو پار کر جائے اور زندہ بچ جائے تو اسے تنظیم سے سبکدوش کر دیا جاتا ہے۔

تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کا مسلسل کیسٹ، ویڈیو فلم اور بعض لٹریچر کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ جو اس تنظیم کے لوگ دیگر ممالک سے کرتے ہیں۔ یہ چیزیں ان لوگوں کے ذریعہ آتی ہیں جو برابر امریکہ اور یورپ کا سفر کرتے رہتے ہیں......... دیگر ممالک میں رہنے والے اس تنظیم کے ارکان خصوصاً صدر دفتر امریکہ اور صیہونی آبادیوں سے مسلسل رابطہ کے لئے "انٹرنیٹ" کا سہارا لیتے ہیں۔ جو براہ راست ان کے مابین رابطہ کا سب سے زیادہ سہولت والا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ سیاحت کے بہانے یہودی اراکین بھی آتے جاتے رہتے ہیں جو اس تنظیم کو فروغ دینے کے لئے مسلسل کوشاں و سرگرداں رہتے ہیں۔

مصری میڈیا میں آج کل اس کی خبریں گرم ہیں۔ سرکاری حکام تو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ نوعمروں کو الحاد و دہریت کا شکار بنایا جا رہا ہے اور یہ نظریہ باہر سے آیا ہے۔ البتہ اخبارات کا کہنا ہے کہ مصر کے نوجوانوں کو بے راہ روی اور بدکردار بنانے کی صیہونی سازش ہے اور اسرائیلی حکومت اس فرقہ کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ اسلامی حلقوں کی رائے ہے کہ کچھ عرصہ سے اسلامی ذہن کے خلاف یورپ کے اشارے پر کی جانے والی کارروائیوں، مغربی میڈیا اور اسرائیلی ثقافتی پروگراموں کو کھلی چھٹی دینے کا یہ نتیجہ ہے۔ نیز غیر جمہوری نظام اور جبر و تشدد بھی اس کا ایک سبب ہے کہ مصر کی کوئی نظریاتی سمت نہیں ہے۔"

☆......☆......☆

ملاں چنیوٹی کی پنجاب اسمبلی میں بے آبروئی

اخبار نوائے وقت مورخہ ۳۰/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کی ایک خبر:

"پنجاب اسمبلی میں اس وقت دلچسپ صورت حال پیدا ہو گئی جب مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اعتراض کیا کہ ایک گانے والی نور جہاں کو حکومت علاج کے لئے باہر بھجوا رہی ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ جبکہ مجھے آج تک قوت سماعت بڑھانے والا آلہ بھی مہیا نہیں کیا جا رہا جو میرا استحقاق ہے۔ ...... سردار امجد حمید دستی نے کہا کہ نور جہاں کی ۱۹۶۵ء کی جنگ میں قومی خدمات ہیں **جبکہ ان ملاؤں کی خدمات کیا ہیں۔ جنہوں نے کسی قادیانی کو مسلمان اور کسی مسلمان کو قادیانی بنا دیا"۔**

یہ خبر اسی روز روزنامہ پاکستان لاہور نے بھی خاص اہتمام کے ساتھ شامل اشاعت کی۔

☆......☆......☆

اخبار "پاکستان" کے کالم نویس کا پُرلطف تبصرہ

ملا چنیوٹی کے مندرجہ نقطہ اعتراض پر اخبار 'پاکستان' اسلام آباد کے طنز نگار جناب اسلم کھوکھر نے مندرجہ بالا خبر کے بعد حسب ذیل تبصرہ کیا ہے:

"مولانا منظور احمد چنیوٹی کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے جن کے کان برائی سننے سے قاصر ہو چکے ہیں۔ اگر ان کی قوت سماعت بحال ہوتی تو ان کے کانوں میں نور جہاں سے لے کر نور جہاں کی بیٹی ظل ہما تک کے گیتوں کی جھنکار اور جھانجر کی چھنا چھن سنائی دیتی تھی۔ اس صورت میں اگلے جہان ان کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جانا تھا اس لئے وہ بڑے عذاب سے بچ گئے ہیں اور ویسے اتنی چھوٹی سطح کے عذاب سے انہیں کوئی زیادہ تکلیف بھی پہنچتی ہو گی۔ ممکن ہے کہ وہ ملکہ ترنم نور جہان کے مدھر اور سریلے نغموں کی لے سے محروم رہنے کو عذاب سمجھتے ہیں.........

(روزنامہ پاکستان ۱۸/ نومبر ۱۹۹۷ء)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری)

ایس ایس پی لاہور کا ایک مستحسن اقدام

(پاکستان): "وزیر اعظم نواز شریف نے شیر اکوٹ کے مقام پر بائی پاس کے افتتاح کے لئے یادگاری تختی کی نقاب کشائی کے بعد دعائے خیر کے لئے کہا تو منتظمین نے جو بادشاہی مسجد کے گریڈ ۲۰ کے خطیب مولانا عبدالقادر آزاد کو ساتھ لائے ہوئے تھے اس مقصد کے لئے بلایا۔ تاہم موقعہ پر موجود ایس ایس پی لاہور ذوالفقار علی چیمہ نے کہا کہ، سر میری تجویز ہے کہ اس موقعہ پر پیشہ ور مولوی کی بجائے پراجیکٹ پر کام کرنے والے کسی ایسے مزدور سے دعا کرائیں جو رزق حلال کماتا ہو'۔

وزیر اعظم نے اس تجویز سے فوری اتفاق کیا اور یوں مولانا عبدالقادر آزاد رونمائی سے محروم ہو گئے"۔

(ویکلی مہارت لاہور۔ ۶/ جنوری ۱۹۹۸ء)

☆......☆......☆

پاکستان میں قبرستان بھی محفوظ نہیں

"جامع مسجد گلزار مدینہ لیسٹر (Licester) کے امام و مرکزی علماء کونسل برطانیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری حفیظ الرحمٰن چشتی نے لاہور میں دہشت گردی کے سانحہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب تو قبرستان بھی تحفظ میں نہیں رہے"۔

(ویکلی نیشن ۲۳/ جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۵)

☆......☆......☆

ممبئی کی جامع مسجد میں جھڑپ

دو افراد ہلاک

بریلوی اور دیوبندی مسلک کا تنازعہ

۲۴ افراد زیر حراست

(بھارت): مورخہ ۱۸/ جنوری ۱۹۹۸ء کو رات ساڑھے سات بجے جامع مسجد ممبئی میں بریلوی اور دیوبندی مسلک کے گروہوں میں نماز کی ادائیگی پر جھڑپ ہو گئی جس کے نتیجہ میں دو افراد ہلاک اور چار زخمی ہو گئے۔

تفصیلات کے مطابق بریلوی مسلک کے ایک شخص نے کاغذ بچھا کر نماز ادا کرنا چاہی تو دوسرے شخص نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ طریقہ نماز ادا کرنے کا نہیں ہے جس پر دونوں میں بحث چھڑ گئی اور لوگ جمع ہو گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بریلوی مسلک کے افراد نے جامع مسجد کے علاقہ میں پمفلٹ تقسیم کئے جس پر دیوبندی حضرات برہم ہو گئے۔

وقوعہ کے وقت مسجد میں کوئی ۲۰۰ کے لگ بھگ افراد موجود تھے جنہوں نے ایک دوسرے پر ہلہ بول دیا اور لاٹھیوں، پتھروں اور چاقوؤں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ پولیس نے پہنچ کر مسجد کو لوگوں سے خالی کر و لیا اور ۲۴ افراد کو زیر حراست لیا گیا۔ (روزنامہ سیاست ۲۰/ جنوری ۱۹۹۸ء، حیدرآباد)۔ (روزنامہ منصف ۲۰/ جنوری ۱۹۹۸ء حیدرآباد انڈیا)

☆......☆......☆

اسلام کو مغلوب کرنے کا عیسائی منصوبہ ۸۷۰ ارب ڈالر مختص کر دئے گئے

(ہالینڈ): اسلام کو ۲۰۲۵ء تک مغلوب کرنے کے مسیحی منصوبہ کا انکشاف ہوا ہے۔ اس منصوبہ کے لئے ۷۰ لاکھ مبلغین اور ۸۷۰ ارب ڈالر مختص کئے گئے ہیں اور اس کے لئے ۱۰ ہزار مواصلاتی چینل کام کریں گے۔ ہفت روزہ ندائے ملت کی ایک رپورٹ کے مطابق عیسائیوں کی بین الاقوامی تنظیموں نے آئندہ صدی کے پہلے ۲۵ سال تک کے لئے یہ منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ اس منصوبہ کے تحت کروڑوں انجیلیں اور دیگر مذہبی کتب تقسیم کی جائیں گی۔ تمام دنیا کے ۲۴ ملین پتوں پر ۳۶۰ زبانوں میں ترجمہ کر کے عیسائیت سے متعلق لٹریچر بھجوا لیا جائے گا۔ ہر سال اس موضوع پر ۹ لاکھ مختلف کتب شائع ہوں گی۔ ۶۵ ہزار ۱۷۵ مختلف کتب صرف مسیح علیہ السلام کی حیات پر ہوں گی۔

(نوائے وقت لاہور۔ ۱۰ جنوری ۱۹۹۸ء)

☆......☆......☆

منشیات کی سپلائی ۹۷ء میں افغانستان بازی لے گیا

(افغانستان): انٹرنیشنل نارکوٹکس کنٹرول بورڈ کی ۹۷ء کے بارے میں نئی رپورٹ میں افغانستان کو منشیات کا سب سے بڑا سپلائر بتایا گیا ہے۔ محتاط اندازوں کے مطابق ۱۹۹۷ء کے دوران ان علاقوں میں جو زیادہ تر طالبان کے کنٹرول میں ہیں ۲۸۰۰ ٹن افیون اور پوست پیدا ہوئی۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۲۵/ فروری ۱۹۹۸ء)

☆......☆......☆

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے۔ انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔